راشدہ رفعت

سویرا، اُجالا اور روشنی

مکمل ناول

digest library.com

بڑی پھوپھو دیارِ غیر بستی تھیں۔ ڈھائی تین سال بعد وطن کا چکر لگتا اور ان کی کوشش ہوتی کہ خوشی، غمی کے سارے معاملات ایک ہی ٹرپ میں نمٹا جائیں اب غمی پر تو ان کا اختیار نہ تھا کہ موت کا وقت خالقِ کائنات کی طرف سے متعین کردہ ہے پھر بھی اللہ کے خاص فضل و کرم سے وہ پچھلے دورے میں اپنی خیا ساس اور ماموں سسر کی فوتگیاں نمٹا گئی تھیں۔

میکے میں ان کی آمد پر کوئی نہ کوئی شادی طے پا جاتی تھی۔ یہ ان کی خواہش ہوتی تھی کہ اب آئی ہوں تو بچوں کی کوئی خوشی ہی دیکھ جاؤں۔ پچھلی بار ان کے قیام کے دوران سویرا آپی بیاہی گئی تھی تو اس سے پچھلی بار آفاق بھائی گھوڑی چڑھے تھے۔

دراصل بڑی پھوپھو بڑے ابا کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ وہ ان کی کوئی فرمائش ٹال ہی نہ سکتے تھے اور اجالا کی تو یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ جب بڑی پھوپھو ان لوگوں کی ایک ہی پھوپھو ہیں تو انہیں بڑی کے صیغے سے کیوں پکارا جاتا تھا۔ شاید اس گھر میں سب کو ہی بڑا بننے کا شوق تھا۔ بڑے ابا، بڑی اماں، بڑی پھوپھو، بڑے ابو، بڑی امی لے دے کے امی ہی بچی تھیں جو اپنی بیٹیوں کی امی تھیں تو آفاق بھائی اور صفی کی چھوٹی چچی۔ یہاں پھر اجالا کو اعتراض ہوتا۔

"گھر میں سب بڑے ہیں فقط آپ چھوٹی۔ آپ نے اس ناانصافی پر بھی صدائے احتجاج کیوں بلند نہ کی۔"

"اس لیے کہ مجھے اس گھر میں چھوٹا بن کر بھی بہت محبت اور عزت ملی ہے۔ میں نہ تو ناشکری ہوں نہ ہی احسان فراموش۔"

"اور نہ ہی امی کے دماغ میں آپ کی طرح کوئی فالتو رگ ہے۔"

روشنی ماں کی بات میں مزید اضافہ کرتی۔ اجالا چھوٹی بہن کو گھور کر دیکھتی۔

ویسے تو ناشکری وہ بھی نہیں تھی۔ اپنے آس پاس اتنے پیارے رشتوں کی موجودگی پر دل ہی دل میں ہر گھڑی اللہ کا شکر بجا لاتی لیکن جب کبھی یہ پیارے پیارے بڑے اپنے بڑے پن کا ذرا سا بھی ناجائز فائدہ اٹھانے لگتے تو وہ خاموش نہ رہ پاتی۔

بڑی امی اور بڑے ابو تو خیر سراپا محبت اور شفقت تھے ان سے تو اسے رتی برابر بھی شکایت نہ تھی۔ ہاں سب بڑوں کے بڑے یعنی بڑے ابا، ان کی ڈکٹیٹرشپ پر وہ خوب شور مچاتی۔ لیکن یہ شور کبھی بڑے ابا کے کانوں تک نہ پہنچ پاتا کیونکہ سچی بات تو یہ تھی کہ سب کی طرح وہ بھی ان سے ڈرتی تھی۔

کبھی جی کڑا کر کے صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوشش کر بھی لیتی تو باقی لوگ پیار، محبت، منت، ترلہ، ڈانٹ ڈپٹ غرض ہر ممکنہ حربہ آزما کر اسے زبان بندی پر مجبور کر دیتے۔

زیادہ تر یہ صدائے احتجاج دوسروں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی ہمدردی میں بلند ہوتی تھی لیکن اس بار تو معاملہ اس کی اپنی ذات کا تھا اور معاملہ بھی ایسا کہ وہ کسی کی مروت یا محبت میں زبان بندی کر ہی نہیں سکتی تھی۔

جب سے اسے پتا چلا تھا کہ بڑی پھوپھو کی خواہش اور فرمائش ہے کہ اپنے اس دورے کے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

digest library.com

دوران وہ اپنے عزیز از جان بھتیجے صفوان احمد عرف صفی اور لاڈلی بھتیجی عطرت سلیم عرف اجالا کو رشتہ ازدواج میں بندھا دیکھنا چاہتی ہیں اور بڑے ابا اس خواہش پلس فرمائش پر آمنا صدقنا کہہ چکے ہیں وہ تب سے جلتے توے پر بیٹھی تھی۔

"میں اور صفی...... امپاسیبل امی! آپ نے یہ بات سن بھی کیسے لی۔"

"اپنے کانوں سے سنی بھئی اور کیسے۔" امینہ نے قدرے خفگی سے جواب دیا۔ مقصد بیٹی کو مطمئن کرنا تھا لیکن ان کی دختر نیک اختر آج ماننے والوں میں سے نہ تھیں۔

"میں آپ کو بتائے دے رہی ہوں امی! اگر آپ نے بڑے ابا تک میرا انکار نہ پہنچایا تو مجھے یہ جرات خود کرنی پڑے گی۔"

"میرے بچے انکار کی ضرورت ہی کیا ہے۔ صفی گھر کا بچہ ہے اور سچ پوچھو تو یہ خواہش اور ارمان کب سے میرے دل میں بھی دبا تھا لیکن بیٹی کی ماں تھی خود سے کیسے کہتی۔ بس اللہ نے بڑی آپا کو وسیلہ بنایا انہوں نے گویا میرے دل کی بات کر دی۔ میں نے تو یہ بات سنتے ہی شکرانے کے نفل ادا کیے تھے اور تم کہہ رہی ہو میں بڑے ابا کو انکار کر دوں۔ یہ کفران نعمت کم از کم مجھ سے تو ہو گا نہیں۔" انہوں نے اسے فوراً ہی ہری جھنڈی دکھا دی تھی۔

"امی! یہ میری زندگی کا معاملہ ہے۔ میری رائے اور میری مرضی کے بغیر کوئی دوسرا میری زندگی کا فیصلہ کیسے کر سکتا ہے۔" وہ بلبلا کر بولی تھی۔

"وہ دوسرا کوئی اور نہیں تمہارے دادا ہیں۔ ساری زندگی کس محبت اور شفقت سے تمہیں پالا ہے کبھی باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ یہ جو آج تم سر اٹھا کر شان سے جی رہی ہو تو یہ تمہارے بے مثال ددھیال کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔ جانتی بھی ہو جن بچوں کے سر سے ان کے بچپن میں ہی باپ کا سایہ اٹھ جائے ان کی زندگی کس قابل رحم انداز میں گزرتی ہے۔ پلٹ کر پوچھتے نہیں ددھیال والے اور تم تینوں بہنوں کو شہزادیوں کی طرح پالا ہے تمہارے دادا نے۔ اب تم نے انہیں کوئی دوسرا بنا دیا ہے۔" امینہ بری طرح خفا ہو گئی تھیں۔

"امی! ایک تو میں آپ کی اس عادت سے تنگ ہوں۔ ایک دم سے جذباتی بلیک میلنگ شروع کر دیتی ہیں۔ آپ بھی جانتی ہیں کہ مجھے اس گھر کے ہر ہر فرد سے کتنی محبت ہے اور میں بڑے ابا سمیت کسی کی بھی اس محبت سے انکار نہیں کر رہی جو وہ ہم سے کرتے ہیں لیکن شادی ایسا معاملہ ہے جس میں میری مرضی اور رائے کا بھی دخل ہونا چاہیے، یہ حق تو مجھے میرے مذہب نے بھی دیا ہے۔" اس نے ذرا عاجزی اور لجاجت بھرے انداز میں ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"مجھے پتا تو چلے آخر تمہیں اعتراض کس بات پر ہے۔ کیا کمی ہے صفی میں اندھا ہے، بہرا ہے، لولا لنگڑا ہے؟" اس کی بلاوجہ کی تکرار پر امینہ کا پارہ چڑھنے لگا تھا۔

"تو اس کا مطلب ہے جو بندہ اندھا، بہرا، کانا نہیں اس سے شادی کر لی جائے۔" اماں کی بے تکی بات پر اس کی برداشت بھی جواب دے گئی تھی۔

"میری بلا سے مت کرو شادی لیکن انکار اپنے بڑے ابا کو کرو۔ میرا سر کھانے کی ضرورت نہیں۔" وہ اس کی دکھتی رگ کو مزید دبا کر وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

اجالا نے بے بسی سے سر ہاتھوں پر گرا لیا۔

"آپی آپ مجھے بتائیں آپ کو صفی بھائی سے شادی پر کیا اعتراض ہے۔ اتنے اچھے تو ہیں وہ۔" ماں کے جانے کے بعد روشنی صفی کا مقدمہ لڑنے میدان میں آ گئی۔

"میں نے کب کہا کہ وہ اچھا نہیں لیکن آپ ہر اچھے بندے کو شوہر کے روپ میں قبول تو نہیں کر سکتے ناں۔ میں نے آج تک خواب میں بھی نہیں سوچا کہ میری شادی صفی سے ہو گی۔"

"پہلے نہیں سوچا تو اب سوچ لیں۔ اس رشتے کے اتنے پلس پوائنٹ ہیں کہ آپ کا دل خود بخود راضی ہو جائے گا۔" روشنی چھوٹی ہونے کے باوجود

Scanned with CamScanner

بہن کو سمجھانے کی اپنی سی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

''اچھا مثلاً کون سے پلس پوائنٹ۔'' اس نے تیکھی نگاہ بہن پر ڈالی۔ روشنی جوش بھرے انداز میں ذرا سیدھی ہو بیٹھی۔ ''پہلا پلس پوائنٹ، صفی بھائی سے شادی کی صورت آپ کو رخصت ہو کر کسی اجنبی سسرال نہیں جانا پڑے گا۔ آپ کا پتا ہے ناں ساس نندیں کتنی خرانٹ ہوتی ہیں یہاں آپ کو بڑی امی جیسی مشفق ساس ملے گی اور بڑے ابو جیسے پیار کرنے والے سسر بلکہ یہ دونوں آپ کو زندگی بھر ساس سسر نہیں تایا، تائی ہی لگیں گے۔ آپ جانتی ہیں ناں آپ امورِ خانہ داری میں کتنی ماہر ہیں۔ دس روٹی بناتی ہیں تو ایک روٹی گول بنتی ہے اور کبھی تو وہ بھی نہیں بنتی۔ اس پھوہڑپن کو کوئی دوسرا کیسے برداشت کرے گا۔''

''میں روٹی گول بنانا سیکھ لوں گی اور کچھ؟'' اجالا قائل ہونے والوں میں سے نا تھی۔

''آپ کو صفی بھائی بالکل اچھے نہیں لگتے؟'' روشنی نے مایوسی بھرے انداز میں استفسار کیا۔

''بہت اچھا لگتا ہے۔'' وہ ترنت بولی تھی کہ روشنی کی آنکھیں چمکیں۔ ''لیکن صرف ایک کزن اور مخلص دوست کی حیثیت سے۔ میں اسے شوہر کے روپ میں قبول نہیں کر پا رہی۔'' اجالا نے سنجیدگی سے اپنے مسئلے سے آگاہ کیا۔

''اس کی ٹینشن نہ لیں آپی۔ رشتہ بدلتا ہے تو جذبات و احساسات بھی بدل جاتے ہیں۔ ہمارے ڈائجسٹ کی ساٹھ فی صد کہانیوں میں یہ ہی ہوتا ہے۔''

''بات دراصل یہ ہے روشنی ڈیئر! کہ میرے جذبات و احساسات بھی میری طرح ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کبھی نہیں بدلیں گے۔'' وہ وثوق بھرے لہجے میں بولی۔

''ایسا صرف آپ کو لگتا ہے۔ ایک بار یہ رشتہ جڑنے دیں۔ دیکھ لیجیے گا۔ آپ کا دل خود بخود صفی بھائی کے نام پر دھڑکنا سیکھ لے گا۔'' روشنی نے تیقن بھرے لہجے میں پیش گوئی کی تھی۔

''پلیز روشنی تم ان ڈائجسٹوں کے علاوہ کورس کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرو۔''

اجالا بھنا کر وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ روشنی کچھ دیر منہ پھلا کر بیٹھی رہی پھر سر جھٹک کر سائیڈ ٹیبل پر دھرا ڈائجسٹ اٹھا کر ادھورا ناول پھر سے پڑھنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

یہ کاشانہ رحمت والفت تھا۔ بڑے ابا رحمت الٰہی اور بڑی اماں الفت جہاں کا محبت بھرا آشیانہ۔ کبھی اس آنگن میں ان کے بچے کھیلتے تھے پھر وقت کیسے گزرا پتا ہی نہ چلا اور ان کے بچوں کے بچوں کی قلقاریوں سے گھر گونجنے لگا۔ کریم الٰہی کے اوپر تلے کے دو بیٹے تھے آفاق اور صفوان۔ جبکہ سلیم کو اللہ نے تین پریوں سے نوازا تھا۔ کریم سے چھوٹی اور سلیم سے بڑی شاہانہ بیاہ کر دیارِ غیر جا بسی تھی اللہ نے شاہانہ کو اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا اس کے لیے بھی سب کچھ اس کے بھتیجا، بھتیجی ہی تھے۔

رحمت الٰہی اور الفت جہاں اپنے آشیانے کی رونق دیکھتے ہر گھڑی خدا کا شکر بجا لاتے۔ بہوؤں کی صورت بھی گویا بیٹیاں مل گئی تھیں۔ کلثوم اور امینہ دونوں کا نہ صرف آپس میں بہت اتفاق، اتحاد تھا بلکہ دونوں ہی مثالی بیویاں اور تابعدار بہوویں تھیں پھر یا تو ان کے آشیانے کو کسی کی نظر لگ گئی یا کاتبِ تقدیر نے یوں ہی لکھ رکھا تھا۔

ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں سلیم جان کی بازی ہار گئے۔ ماں، باپ کے لیے صدمہ جان گسل تھا اور امینہ تو اس حادثے کے بعد بالکل ہی حواس کھو بیٹھی تھیں۔ سب سے چھوٹی روشنی نے تو ابھی پاؤں پاؤں چلنا ہی سیکھا تھا اور انگلی پکڑ کر چلنا سکھانے والا منوں مٹی تلے جا سویا تھا۔

ایسے کڑے وقت میں ساس، سسر اپنا غم بھلا کر بہو اور پوتیوں کے لیے سائبان بن گئے۔ بھائیوں جیسے جیٹھ نے بھی زندگی بھر بڑا بھائی ہی بن کر دکھایا۔

Scanned with CamScanner

digest library.com

تینوں بیٹیاں ددھیال بھر کی آنکھ کا تارا تھیں۔ ان کے لیے دادا، دادی بڑے ابا اور بڑی اماں تھے تو تایا، تائی بڑے ابو اور بڑی امی۔ آفاق بھائی سب کے بھیا تھے اور بہنوں کی طرح ہی تینوں کے لاڈ اٹھاتے تھے۔

صفی اور اجالا میں سال، ڈیڑھ سال کی چھوٹائی بڑائی تھی اور دونوں میں خوب دوستی اور بے تکلفی تھی لیکن ساتھ ساتھ نوک جھونک اور چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔

پوتوں، پوتیوں میں بڑے ابا کی جان تھی لیکن ان کے بظاہر جلالی مزاج کی وجہ سے ان سے بات کرتے ہوئے گھر کا کوئی بھی فرد ایک خاص حد عبور نہ کر سکتا تھا۔

بڑی اماں اگر الفت جہاں تھیں تو وہ واقعی انتہائی نرم خو اور محبت و الفت کا پیکر تھیں گویا اسم با مسمیٰ تھیں جبکہ صفی کہتا تھا کہ بڑے ابا کا نام رحمت الٰہی کے بجائے جلال الدین یا ہیبت اللہ ہونا چاہیے۔

"جی نہیں صفی بھائی! بڑے ابا اخروٹ کی طرح ہیں باہر سے سخت اندر سے نرم۔" روشنی فوراً دادا کی حمایت کرتی۔

"اخروٹ تو اندر سے بھی نسبتاً سخت ہی ہوتا ہے روشنی ڈیئر! اگر مثال ہی دینی ہے تو تربوز کی دو۔ باہر سے سخت اور اندر سے میٹھا، میٹھا اور نرم۔" صفی ہنس کر کہتا۔

"خبردار جو میرے بڑے ابا کو آپ نے کسی آلتو فالتو چیز سے ملایا۔" وہ ناراض ہونے لگتی۔ "تم واقعی ہمارے گھر کی روشنی ہو۔ اپنی بڑی بہن کو دیکھو۔ نام تو اس کا بھی تم سے ملتا جلتا ہے لیکن اسے بڑے ابا سے ایک سو ایک شکایتیں ہیں۔" صفی روئے سخن اجالا کی طرف موڑ لیتا۔

"ہاں تو کیا ہوا۔ محبت اور احترام اپنی جگہ اور شکایتیں اپنی جگہ اور میری کوئی شکایت بھی ناجائز نہیں ہر شکایت وزن رکھتی ہے۔" اجالا بنا شرمندہ ہوئے بولی۔

اسے واقعی بڑے ابا سے بہت سی شکایتیں تھیں پہلی شکایت یہ تھی کہ انہوں نے اس زمانے میں ان کے نام کتنے پرانے زمانوں والے رکھ دیئے ہیں۔ بڑی پھوپھو کا نام تو شاہانہ رکھ دیا یعنی اکلوتی بیٹی کا نام ماں کا ہم قافیہ نہ رکھا لیکن پوتیوں کی باری بیوی سے محبت عود کر آئی اور الفت کے وزن پر نصرت، عظمت اور ندرت نام رکھ دیے۔

وہ تو بھلا ہو بڑی امی کا جنہوں سے انہیں پیار سے بہت پیارے ناموں سے پکارنا شروع کیا تو پھر وہ ہی نام سب کی زبان پر چڑھ گئے۔ نصرت، سویرا کہلائی۔ عظمت اجالا بنی تو ندرت سب کی روشنی تھی۔ صرف بڑے ابا تھے جو پوتیوں کو کبھی کبھار ان کے اصل نام سے پکار لیتے تھے اسکول، کالج میں ہر جگہ انہیں اپنے ناموں کی وجہ سے تھوڑی شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ سویرا اور روشنی کو اس بات سے خاص مسئلہ نہ تھا لیکن اجالا اس بات پر پہروں کڑھ سکتی تھی۔ گھر میں بڑے ابا کے زبان سے نکلا ہر حرف، حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔ بڑی اماں سمیت کوئی بھی ان کے حکم کے خلاف جانے کی ہمت نہ کر سکتا تھا۔

آفاق بھائی کی شادی بڑے ابا کی منشاء پر طے پائی۔ اجالا کے خیال میں یہ حق ان کے والدین کا تھا کہ وہ بیٹے کی شادی اپنی مرضی سے کرتے ویسے اصل حق تو یہ خود آفاق بھائی کا ہی تھا لیکن انتہا درجے کے شریف النفس آفاق بھائی تو یونیورسٹی میں بھی سب لڑکیوں کے بھائی بنے ہوئے تھے۔ بڑے ابا نے ان کے لیے اپنے دیرینہ دوست کی نواسی کو منتخب کیا۔

صالحہ بھابھی کا گھرانہ دینی اقدار کا حامل تھا لیکن ان کا شمار ان لوگوں میں کیا جا سکتا تھا جن کو صرف اپنے اعمال ہی صالحہ لگتے ہیں۔ اجالا کو وہ شروع دن سے ہی بہت مغرور اور خود پسند لگتی تھیں۔ دین تو آپ کو عاجزی، ملنساری اور اخلاق سکھاتا ہے لیکن صالحہ ان اوصاف سے عاری تھیں۔ اجالا نے بہتیری کوشش کی کہ یہ رشتہ نہ ہونے پائے۔

اس نے بڑی امی کو قرب و جوار میں سے اتنی

Scanned with CamScanner

digest library.com

اچھی اچھی لڑکیاں دکھائیں لیکن اس وقت اجالا کم عمر تھی اور گھر میں سب اسے بالکل ہی بچی سمجھتے تھے۔

اس کی فیس ریڈنگ کو کسی نے اہمیت ہی نہ دی اور صالحہ بھابھی بہو بن کر اس گھر میں آ گئیں اور پھر وہ ہی ہوا جس کا اجالا کو خدشہ تھا۔

انہوں نے گھر میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنالی تھی۔ صرف کھانے کے وقت اپنے کمرے سے برآمد ہوتیں باقی کا وقت نماز، تسبیح، درود اور وظائف میں گزرتا۔ بے چارے آفاق بھائی کو بھی نئے سرے سے مسلمان بنانے پر زور تھا۔ حالانکہ بڑے ابا اور بڑی امی نے اپنے سب پوتے، پوتیوں کو بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کا پابند بنا رکھا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی صالحہ بھابھی کے "تقویٰ" کے پیمانے پر پورا نہ اترتا تھا۔

وہ اپنے دلی خیالات دل تک محدود رکھتیں تو خیر تھی مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنے خیالات کا برملا اظہار بھی کرتی رہتی تھیں۔

بڑی امی نے بہو کو گھر میں ہر طرح کی آزادی دے رکھی تھی۔ سونا جاگنا، پہننا اوڑھنا، کھانا پینا، ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی۔ بے چاری بڑی امی تو اتنی مرنجان مرنج شخصیت کی مالک تھیں کہ وہ کوئی پابندی لگانے کا سوچ بھی نہ سکتی تھیں۔

بڑی اماں اور امینہ بھی بہو کے واری صدقے جاتیں، بہو بیگم البتہ دادا سسر کے علاوہ گھر میں کسی کو گنتی میں نہ لاتی تھیں بلکہ اجالا کو تو لگتا کہ وہ بڑے ابا کے سامنے چولا ہی بدل لیتی ہیں۔

سب سے زیادہ کم بختی بے چارے صفی کی آئی تھی۔ حالانکہ وہ ابھی نیا نیا کالج جانے لگا تھا لیکن صالحہ بھابھی اس سے سخت قسم کا پردہ کرتی تھیں۔ پردے پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ یہ ان کا حق تھا لیکن وہ صفی کو آوارہ گرد، بگڑا ہوا اور جانے کن کن القابات سے نوازتی تھیں۔

صفی بچپن سے ہی کرکٹ کھیلنے میں بہت دلچسپی رکھتا تھا جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا دلچسپی بھی بڑھتی گئی۔ اب وہ کلب لیول پر کھیلنے لگا تھا۔ فلڈ لائٹ ٹورنامنٹس ہوتے تو وہ راتوں کو بھی گھر سے باہر رہتا اور صالحہ بھابھی اسے آوارگی کے سرٹیفکیٹس جاری کرتی رہتیں۔ ویسے وہ اس کے سامنے تک نہ آتیں صفی بے چارہ گھر میں خود ہی بوکھلایا، گھبرایا رہتا کہ کبھی جانے، انجانے میں بھاوج سے سامنا نہ ہو جائے۔

صالحہ بھابھی نے اپنے پردے کو گھر کے کام کاج نہ کرنے کے لیے ڈھال اور جواز بنا لیا تھا حالانکہ کوئی انہیں کسی کام کا کہتا تک نہ تھا۔ فقط آفاق بھائی تھے جو بیوی کی روش پر چیں بچیں ہوتے ہوئے انہیں سمجھانے کی اپنی سی کوشش کرتے رہتے تھے۔

ایک بار گاؤں سے بڑے ابا کے دور پرے کے رشتہ دار اتفاقاً ملنے چلے آئے۔ اس دن گھر کی تینوں خواتین شاہانہ پھوپھو کے کسی سسرالی رشتہ دار کی فوتگی میں گئی ہوئی تھیں۔ سویرا کو کچن کے کاموں کا تجربہ تھا لیکن وہ بخار کی وجہ سے سر منہ لپیٹے پڑی تھی۔

مہمانوں کی خاطر داری اجالا کے کندھوں پر آن پڑی وہ اس وقت امور خانہ داری سے بالکل نابلد تھی صالحہ بھابھی نے مہمان خواتین کے ساتھ آئے دو بچوں (جن کا قد تو لمبا تھا لیکن وہ واقعتاً بچے ہی تھے) کی وجہ سے لاؤنج سے گزر کر کچن میں جانے سے انکار کر دیا۔

"بھابھی! آپ نے پردہ کرنا ہے ناں۔ آپ ان سے بات نہ کریں عبایا پہن کر کام کرلیں لیکن پلیز ان کی خاطر کا کچھ تو انتظام کریں۔ مہمانوں کو سوکھے منہ واپس بھیج دیا تو بڑے ابا سخت خفا ہو جائیں گے۔"

اجالا نے صالحہ بھابھی کی منت کی تھی۔

"اتنی گرمی میں، میں عبایا پہن کر کام کروں۔ میرا دم نہیں گھٹ جائے گا۔"

انہوں نے اجالا کی بے عقلی پر اسے گھورا۔ وہ پریشان ہو کر پھر سے کچن میں آ گئی۔

"اجالا تم کسی طرح سالن بنالو۔ سڑک پار والے تندور سے روٹی میں لگوا لاؤں گا۔"

صفی اس کی مدد کو آیا اور اس نے بخار میں پھنکتی

سویرا کو ہلا جلا کر اس سے ہانڈی بنانے کا طریقہ پوچھا۔ روٹی لگوانے صفی چلا گیا۔ ناتجربہ کاری کے باعث وہ گرم پتیلی سے اپنا ہاتھ بری طرح جلا بیٹھی تھی۔

بڑے ابا گھر آئے تو تینوں پوتیوں میں سے ایک بخار میں پھنکتی ملی۔ ایک ہاتھ جلنے کی وجہ سے زارو قطار روتی ہوئی اور روشنی بے چاری اس کی حالت پر اس سے زیادہ پریشان۔ مہمان خاتون ہی اجالا کی ہائے، ہائے کے باوجود اس کے ہاتھ پر مرہم لگا رہی تھیں اور بہو کمرے کا دروازہ بند کیے جانے کس وظیفے میں مصروف تھیں۔

اس شام کو بڑے ابا نے آفاق بھائی کو بلا بھیجا۔

"میں نے کرائے داروں کو گھر خالی کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ ایک مہینے بعد گھر خالی ہو جائے گا۔ تم ایک مہینے کے لیے بہو کو اس کے میکے چھوڑ دو اور پھر اس کے ساتھ وہاں شفٹ ہو جاؤ۔"

"لیکن بڑے ابا!" آفاق بھائی نے پریشان ہو کر انہیں کچھ کہنا چاہا۔

"کوئی لیکن ویکن نہیں آفاق! اس گھر کے سکون اور خود تمہارے ذاتی سکون کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔ بہو الگ ہو گی تو ہو سکتا ہے اپنی ذمہ داریاں پہچان لے۔ اس گھر میں ہوتے ہوئے یہ ناممکن ہے۔"

بڑے ابا پر بھی بالآخر صالحہ کی حقیقت کھل ہی گئی لیکن انہوں نے مسئلے کا جو حل نکالا تھا۔ وہ اجالا کی نظر میں سراسر بے انصافی پر مبنی تھا۔ صالحہ بھابھی کے کیے کی سزا خود صالحہ بھابھی کو بھگتنی چاہیے تھی ناں۔

بڑے ابا نے تو سزا آفاق بھائی کو سنائی تھی۔ وہ بے چارے پہلے اپنے پیاروں کے درمیان تو تھے ناں۔ نخریلی اور بدمزاج بیوی کو جھیلنا اتنا مشکل نہ تھا۔ سب سے دور جانا ان کے لیے کالے پانی کی سزا جیسا تھا اور بڑی امی کے تو وہ لاڈلے ترین بیٹے تھے۔

صفی آفاق بھائی سے پورے آٹھ برس چھوٹا تھا۔ دونوں کے بیچ بڑی امی کی دو بیٹیاں شیر خوارگی کے زمانے میں ہی اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں۔ ایک طویل عرصے تک وہ گھر کے اکلوتے اور لاڈلے بیٹے کی مسند پر براجمان رہے تھے۔ ماں باپ کی آنکھوں کا تارا تھے۔

بڑے ابا کے فیصلے کے خلاف نہ تو ان کے ماں باپ نے صدائے احتجاج بلند کی نہ ہی وہ خود کچھ بول پائے بس سر جھکا کر بڑے ابا کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔

صالحہ بھابھی پر تو الگ ہو کر بھی کوئی فرق نہ پڑا تھا ہاں ان کے جانے سے گھر میں کچھ سکون ہو گیا تھا لیکن اس سکون کی قیمت آفاق بھائی کی جدائی کی صورت چکانی پڑ رہی تھی۔

وہ ہفتہ دس دن بعد گھر کا چکر لگاتے۔ صالحہ بھابھی شاذ و نادر ہی ان کے ساتھ آتیں اور اجالا، سویرا تو ان کے نہ آنے پر ہی خوش ہوتیں۔ بڑی امی کا معاملہ الگ تھا وہ بہو کے آنے پر اب بھی بہو کی بہت خاطر مدارت کرتی تھیں اگر صرف آفاق بھائی آتے تو بیٹے کے سارے من پسند پکوان پکوا کر ٹفن بھر بھر کر انہیں دے دیتیں۔

"کھانا گھر جا کر صالحہ کے ساتھ ہی کھانا۔"

اجالا حیرت سے بڑی امی کو دیکھتی لیکن شاید بڑی امی نے یہ سب بڑی اماں سے سیکھا تھا، وہ بھی دونوں بہوؤں کے لیے حد درجہ مشفق ساس تھیں، بے چاری بڑی امی کے نصیب میں صالحہ بھابھی جیسی بہو لکھی تھی۔

☆☆☆

اپنے گھر کی دو ساسوں اور ایک عدد چچی ساس کو دیکھ کر اجالا کو لگتا دنیا کی ساری ساسیں اتنی ہی اچھی اور بھلی مانس ہوتی ہیں اور ڈراموں اور کہانیوں میں دکھائی جانے والی خرانٹ ساسوں کا کوئی وجود نہیں ہوتا لیکن پھر ان کا پالا سویرا کی ساس سے پڑا۔

سویرا جو تینوں بہنوں میں سب سے زیادہ ذہین اور قابل تھی اور تعلیمی میدان میں اپنی قابلیت کے جھنڈے گاڑ رہی تھی بڑے ابا کی ڈکٹیٹرشپ کا اگلا شکار بھی۔ جیسے ہی اس کا پہلا معقول رشتہ آیا بڑے ابا

digest library.com

تے اسے وداع کرنے کی ٹھان لی۔

اجالا ان کے اس فیصلے پر بہت خفا تھی۔ اس کی تو آج بھی گھر میں کوئی بات سننے پر تیار نہ تھا تین سال پہلے اس کے احتجاج کو کون اہمیت دیتا۔ ہر کوئی اس کا اعتراض سن کر یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ جب سویرا کو کوئی اعتراض نہیں تو وہ خوامخواہ کیوں پرائے معاملے میں ٹانگ اڑا رہی ہے۔ وہ سویرا پر خوب خفا ہوئی۔

"میں تمہاری خاطر گھر بھر کی جھڑکیاں کھا رہی ہوں اور تم اپنے جہیز کی لسٹ مکمل کر رہی ہو۔"

"تو تم سے کس نے کہا ہے جھڑکیاں کھانے کو۔ تم بھی میرے ساتھ میرے جہیز کی فہرست بناؤ۔" سویرا لاپروائی سے بولی تھی۔

"یہ مذاق نہیں ہے سویرا! تمہاری زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ ہے۔ تم نے اپنے کیریئر کے حوالے سے کتنے خواب دیکھے تھے اور اب جب ان خوابوں کی تکمیل میں صرف دو، ڈھائی سال کا وقت رہ گیا ہے تو تم ان خوابوں کو ادھورا چھوڑ کر گھر بسانے چلی ہو۔"

"گھر تو آخر بسانا ہی ہے ناں اجالا۔ آج نہیں تو کل۔ پھر سب کی خوشی کی خاطر آج ہی کیوں نہیں۔"

اس نے بہن پر محبت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا تھا۔ کس جانفشانی سے اجالا اس کے حق کے لیے لڑ رہی تھی۔

"سب کی خوشی کی خاطر اپنے خواب قربان کر رہی ہو۔ میری آنکھوں میں دیکھ کر بتاؤ۔ تم اتنی جلدی شادی پر خوش ہو۔" اجالا نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔ سویرا پھیکا سا مسکرائی تھی۔

"دیکھا، دیکھا تم خوش نہیں ہو۔" وہ ارشمیدس کے پالیا، پالیا کی طرح چلائی۔

"میں اپنے فیصلے پر مطمئن ہوں اجالا۔" وہ رسانیت سے بولی۔

"تم کہو تو میں بڑی پھوپھو سے بات کروں۔ بڑے ابا ایک صرف ان ہی کی بات نہیں ٹالتے۔" اجالا نیا آئیڈیا آنے پر ذرا پرجوش ہوئی۔

"تم کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی اجالا۔ میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ مجھے بڑے ابا کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں شروع شروع میں اپنی پڑھائی ادھوری رہ جانے پر ذرا سا ملال ہوا تھا۔ لیکن پھر میں نے دل کے بجائے دماغ سے سوچا۔

آج کے دور میں لڑکیوں کو اچھا رشتہ ملنا کتنا مشکل ہے شاید تمہیں اس کا اندازہ نہیں عفان کا رشتہ ہر لحاظ سے آئیڈیل ہے۔ پڑھا لکھا، برسر روزگار، جاذب نظر شخصیت پھر اس کے گھر والے کتنے مان بھرے اصرار سے رشتہ مانگ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو شادی کی جلدی ہے اگر وہ مہلت دیتے تو یقیناً بڑے ابا میری تعلیم مکمل ہونے کا انتظار کر لیتے۔

میں نے خود بڑے ابا کو فون پر بڑی پھوپھو سے بات کرتے سنا ہے۔ وہ خوش اور مطمئن تھے بلکہ دعا کر رہے تھے کہ خدا انہیں اتنی مہلت ضرور دے کہ وہ تم دونوں کی ذمہ داری سے بھی اپنی زندگی میں ہی سبکدوش ہو جائیں۔ تم جانتی ہو ناں اجالا کہ بڑے ابا ہم تینوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ وہ ہمیں اپنی زندگی میں اپنے گھر بار کا دیکھنا چاہتے ہیں اور ان کی یہ خواہش بالکل جائز اور فطری ہے اگر بابا حیات ہوتے تو ہم بڑے ابا کی نہیں بابا کی ذمہ داری ہوتے لیکن اب ہمیں بڑے ابا کی خوشی اور خواہش کا خیال کرنا ہوگا۔"

سویرا اب اسے سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"مجھے بڑے ابا کی محبت پر کوئی شک نہیں لیکن شاید انہیں بڑے ابو اور بڑی امی کی نیت اور خلوص پر شک ہے۔ ان دونوں نے ہمیں اپنی اولاد کی طرح چاہا ہے پھر بڑے ابا ہمیں صرف اپنی ذمہ داری کیوں گردان رہے ہیں۔ آج ہم جو اس گھر میں پورے حق سے بڑی شان سے رہ رہے ہیں ناں تو اس کی وجہ ہمارے فرشتہ صفت تایا، تائی بھی ہیں، جانے کیوں بڑے ابا ہم تینوں کو صرف اپنی ذمہ داری سمجھتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔" اس کے لہجے میں دادا کے لیے خفگی جھلک رہی تھی۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔ بڑے ابا اور بڑی امی کی محبت اور خلوص پر کون شبہ کر سکتا ہے لیکن اگر اس گھر میں بسنے والے سب لوگ ہم پر اتنی جان چھڑکتے ہیں تو ہمیں بھی خود غرض بن کر اور صرف اپنا حق سمجھ کر اس محبت کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا ہے۔ میں اپنے کیریئر پر فوکس کر کے گھر والوں کا لاکھوں روپیہ اس مد میں خرچ کرواؤں اس سے اچھا نہیں ہے کہ میں اچھی لڑکیوں کی طرح جہیز جوڑ کر پیا دیس سدھار جاؤں۔" سویرا نے مسکرا کر پوچھا۔

"پہلی بات یہ کہ اچھی لڑکیوں کو صرف ان اچھے لڑکوں سے شادی کرنی چاہیے جو جہیز لینے سے صاف صاف منع کر دیں اور جو بے چارے اپنے گھر والوں یا معاشرے والوں سے ٹکرانے کی ہمت نہیں کر سکتے تو پھر اچھی لڑکیوں کو پڑھ لکھ کر اپنے پیروں پر خود کھڑا ہونا چاہیے اور اپنا جہیز بھی خود ہی جوڑنا چاہیے۔" اجالا ہنوز خفا تھی۔

"اچھا بس کرو اجالا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے جب سے عفان کی تصویر دیکھی ہے ناں میرا خود اس پر دل آ گیا ہے۔ اب تم ہمارے ملن کی راہ میں روڑے نہ اٹکاؤ۔" سویرا شوخی سے بولی تھی۔

"مردم۔" اجالا تپ کر وہاں سے چلی گئی اور پھر ہوا وہ ہی جو بڑے ابا کی خواہش تھی اور سویرا نے اس خواہش پر اچھی بیٹیوں کی طرح سر جھکا دیا تھا۔

خیر بڑے ابا کا یہ فیصلہ اتنا بھی غلط ثابت نہ ہوا۔ عفان ہر لحاظ سے سویرا کے لیے ایک بہترین انتخاب تھا لیکن اس کی امی جان جو رشتہ مانگتے وقت انتہائی عاجز، مسکین اور بے ضرر سی خاتون دکھتی تھیں انہوں نے شادی کے بعد خوب پر پرزے نکال لیے تھے۔

وہ خرانٹ اور خطرناک ساسوں کی ہر تعریف پر پوری اترتی تھیں، خوش آئند پہلو یہ تھا کہ عفان ماں کے مزاج سے بخوبی آگاہ تھا۔ وہ سویرا کے آگے ہر ممکن طریقے سے ڈھال بھی بنتا تھا اور جب بھی ماں کے احترام میں مجبور ہو کر ڈھال نہ بن پاتا تب بھی اس کی خاموش ہمدردی (ماں کے سامنے خاموش مگر بیڈ روم میں ماں کی زیادتی کا اقرار اور بیوی کی بھرپور دلجوئی) سویرا کے ساتھ ہوتی۔

عفان کی محبت کے سہارے سویرا سسرال کی کٹھنائیاں بھی ہنسی خوشی برداشت کر رہی تھی۔ ہادی کی پیدائش کے بعد سویرا کے قدم سسرال کی سرزمین پر مزید مضبوطی سے جم گئے تھے۔ اللہ نے گھر بھر کی دعاؤں کو سند قبولیت بخش کر اسے اولادِ نرینہ سے نوازا تھا ورنہ اس کی ساس نے جہالت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے یہ پیشن گوئی فرما رکھی تھی کہ اپنی ماں کی طرح سویرا بھی بیٹیوں کی لائن لگا دے گی۔

اجالا کا جی چاہتا کہ جا کر بڑی بی سے پوچھے کہ اس یقینِ کامل کے باوجود انہوں نے سویرا کا رشتہ مانگا ہی کیوں اور یہ کہ بیٹیوں کی ایک لائن خود ان کے گھر میں بھی ہے وہ اس کی کیا توجیہہ پیش کریں گی پھر وہ دل ہی دل میں خدا کا شکر بھی بجا لاتی اللہ نے اسے کتنے پیارے لوگوں کی بیچ پیدا کیا تھا جو بیٹیوں کو بوجھ نہیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون کہتے تھے۔

روشنی تو گھر کی تیسری مسلسل بیٹی تھی لیکن وہ ہی گھر بھر کی سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ سویرا کی ساس کے طعنوں کی وجہ سے بیٹیوں پر جان نچھاور کرنے والے بھی سویرا کے لیے اللہ کے حضور گڑگڑا کر اولادِ نرینہ کی دعا مانگتے تھے۔

یہاں بھی شکر کا پہلو وہ ہی تھا کہ عفان ماں کی باتوں پر شرمندہ اور رنجیدہ ہوتا تھا اسے خود بیٹی کی چاہ تھی۔ سویرا سے زیادہ سویرا کے گھر والے ان کے لیے پریشان رہتے تھے عفان کی ہمراہی میں سویرا خاصی پراعتماد اور مطمئن تھی۔

ہادی کو جنم دے کر وہ مزید پراعتماد ہو گئی تھی اس کی خرانٹ ساس پوتے پر خوب جان چھڑکتی تھی اور ہادی تو ننھیال میں بھی سب کی آنکھوں کا تارا تھا۔ روشنی کے بعد وہ گھر کا پہلا بچہ تھا۔

digest library.com

آفاق بھائی کو اللہ نے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا۔ ان کے بہت اصرار کے باوجود صالحہ بھابھی کوئی یتیم بچہ گود لینے پر تیار نہ ہوئی تھیں اور اب تو سب ہی رب کی رضا پر راضی ہو گئے تھے۔

☆☆☆

زندگی خاصی سبک خرامی سے گزر رہی تھی کہ بڑی پھوپھو کے ذہن میں اجالا اور صفی کی شادی کا سودا سا گیا۔ انہوں نے یہ نادر خیال بڑے ابا کے سامنے پیش کیا اور وہاں اس تجویز کو فوراً سندِ قبولیت بخش دی گئی، اجالا چاہتی بھی تو صفی کو شوہر کے روپ میں قبول نہیں کر سکتی تھی وہ اس کا بہت اچھا دوست تھا دونوں میں بچپن سے ہی بہت بے تکلفی والی دوستی تھی اس حد تک بے تکلفی کہ اگر صفی مذاق میں اسے کسی بات پر چھیڑتا تو وہ اس پر کشن اچھالنے سے لے کر اس کے بازو پر گھونسہ تک رسید کرنے کی حرکت کر گزرتی تھی۔

وہ خواب میں بھی اسے شوہروں والا رتبہ دے کر اسے عزت بھرے انداز میں مخاطب نہ کر سکتی تھی۔ لیکن کوئی اس کا موقف سمجھنے پر تیار ہوتا تب ناں۔ صفی آج کل کسی ٹورنامنٹ کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔

اجالا کو سو فی صد یقین تھا کہ اس معاملے میں صفی بھی اس کا ہم خیال ہو گا لیکن اس کی خواہش اور کوشش تھی کہ صفی کے آنے سے پہلے یہ باب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے۔ صفی کو خبر بھی نہ ہو کہ گھر میں کس احمقانہ تجویز پر غور و خوض کیا جانے لگا تھا۔ وہ اپنا مخلص دوست کھونا نہیں چاہتی، وہ اور صفی ایک دوسرے سے آنکھیں چرا کر بات کریں اس سے اچھا تھا کہ یہ بات سب کے سینوں میں ہی دفن ہو جائے۔

ماں سے مایوس ہو کر اس نے دادی سے مدد لینا چاہی۔

وہ بڑی اماں کے پاس گئی تو وہ بہت انہماک سے اپنے موبائل پر کوئی ویڈیو دیکھنے میں مصروف تھیں۔ جب سے صفی نے انہیں اپنا پرانا موبائل دیا تھا ان کی زندگی ہی بدل گئی تھی۔ نماز تسبیح، درود، اذکار اور بڑے ابا کی خدمت گزاری کے بعد جو بھی وقت بچتا وہ اسی فون کی نذر ہو جاتا۔

وہ اس پر نعتیں اور قرآن پاک سنتیں، کھانا پکانے کی نئی تراکیب کی ویڈیوز دیکھتیں۔

"بڑی اماں آپ کی نگاہ مزید کمزور ہو جائے گی کم از کم ڈرامہ تو بڑی اسکرین پر دیکھ لیا کریں۔

بڑی اماں آپ پھر موبائل پر لگی ہیں۔ بڑے ابا نے آپ کے اسکرین ٹائم کے متعلق کیا احکام صادر کر رکھے ہیں۔ انہیں پتا چلے کہ آپ ان کے گھر سے باہر جاتے ہی فون اٹھا لیتی ہیں تو سخت خفا ہوں گے۔" اجالا نے دادی کے پاس بیٹھتے ہوئے انہیں ڈرایا۔ "ارے چھوڑو واسطی صاحب کے پاس گئے ہیں تمہارے بڑے ابا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے سے پہلے کب واپس آئیں گے۔" انہوں نے لاپرواہ سے انداز میں جواب دیا۔ نگاہیں اب بھی موبائل اسکرین پر جمی تھیں۔ "اچھا سنیں ناں یہ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ رسانیت بھرے انداز میں بولی۔

"ایک منٹ میرا بچہ یہ ویڈیو پوری کر لوں اتنے مزیدار لوکی کے کباب بنائے ہیں اس عورت نے۔ تمہاری ماں سے کہوں گی اس بار لوکی بنانے کے بجائے اس طریقے سے کباب بنائے پھر دیکھنا تم سب بنا نخرہ کیئے مزے سے لوکی کھا لو گے۔"

"بڑی اماں ہٹائیں یہ فضول ویڈیوز پچھلی بار آپ نے چنے کی دال کے کوفتے بنوا کر کھلوا دیے تھے اب ہم دوبارہ دھوکہ نہیں کھائیں گے کباب صرف قیمے کے ہی ہوتے ہیں یہ ویڈیوز صرف پیسہ کمانے کا دھندا ہیں۔" اس نے دادی کے ہاتھ سے موبائل لے کر ایک طرف رکھا۔ وہ ہا ہا ہی کرتی رہ گئیں پھر اس کے خفا سے چہرے پر نگاہ پڑی تو پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ہاں بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔" پیار بھرے انداز میں پوچھا۔

"یہ بڑے ابا نے کیا شوشہ چھوڑ دیا ہے بڑی

digest library.com

اماں۔" وہ لہجے میں دنیا جہان کی بے چارگی سمو کر بولی۔

"ہائے کیا ہوا۔ کیا وائی فائی بند کروا رہے ہیں۔" انہوں نے متوحش انداز میں پوچھا۔ شوہر بھی آج کل ان کی اس سرگرمی سے بہت تنگ تھے اور ان سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ فساد کی جڑ ہی اکھاڑ پھینکیں۔ ان کی پریشانی بہت بے ساختہ تھی۔

"میں اپنے اور صفی کے رشتے کی بات کر رہی ہوں۔ بڑے ابا کو یہ اوٹ پٹانگ خیال کیوں سوجھا۔" اجالا جھنجھلائی۔

"لو تو یہ لڑکی! تو نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" بڑی اماں نے اطمینان بھری سانس خارج کی۔

"بڑی اماں۔" اجالا نے خفگی بھرے انداز میں انہیں گھورا۔

"میری شہزادی بتا تو سہی تجھے اعتراض کس بات پر ہے۔ تیری اور صفی کی تو اتنی زیادہ دوستی ہے۔" انہوں نے اسے پچکار کر پوچھا۔ "اس دوستی کی وجہ سے ہی مجھے اعتراض ہے وہ میرا بھائیوں جیسا کزن ہے اور بہت اچھا دوست۔ میں اسے شوہر کے روپ میں قبول نہیں کر سکتی۔" اجالا نے بے بسی سے اپنے مسئلے سے آگاہ کیا۔

"یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ شادی سے پہلے کزن بھائی ہی ہوتے ہیں۔ جانتی ہو ناں تمہارے بڑے ابا بھی میرے ماموں زاد بھائی تھے شادی سے پہلے ہمارے گھر آتے تو میں بھائی جان کہہ کر سلام کرتی اور وہ بھی شفقت بھرے انداز میں سر پر ہاتھ پھیر دیتے پھر گھر والوں نے ہماری شادی طے کر دی۔"

"جی اور پھر بھائی جان سے جانِ من تک کا سفر پل بھر میں طے ہو گیا بھئی یہ آپ کے زمانے میں ہوتا ہو گا۔ میں ایسی شادی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔" وہ دادی کی بات کاٹتے ہوئے بے زاری سے بولی تھی۔

"توبہ، زبان کے آگے خندق ہے اس لڑکی کے کوئی ادب، لحاظ نہیں کہ دادی سے بات کر رہی ہے۔"

"وہ بھائی جان سے جانِ من" کے ذکر پر شرم اور غصے سے لال بھبھوکا ہو گئی تھیں۔

"اچھا سوری ناں آئندہ بولتے وقت احتیاط کروں گی لیکن آپ میرا مسئلہ تو سمجھیں اور صرف سمجھیں نہیں اسے حل بھی کریں۔"

"مجھے تو معاف کرو۔ تمہارے بڑے ابا کے سامنے میری چلتی کب ہے اور پھر یہ فیصلہ تو ہم سب کے دل کی آواز ہے اس لیے بجائے اس کے کہ ہم تمہارے بڑے ابا کو سمجھائیں تم ہی اپنے دل کو سمجھالو۔ صفی کے ساتھ تمہارا بہترین جوڑ ہے۔ تم سدا ہماری آنکھوں کے سامنے رہو گی۔ تم بھی خوش اور ہم بھی مطمئن۔"

بڑی اماں نے دوٹوک انداز میں باور کروا کر پھر سے موبائل اٹھا لیا۔ اجالا کچھ دیر انہیں خفگی بھری نگاہوں سے تکتی رہی لیکن انہیں اس کی خفگی کی چنداں پروا نہ تھی۔ وہ لوکی کے کباب کے بعد آلوؤں کے چٹیلی کباب بنانے کا طریقہ دیکھنے لگی تھیں۔ اجالا جھنجھلاتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

☆☆☆

نسرین ان کی برسوں پرانی ملازمہ تھی اب تو اسے گھر کے فرد کی حیثیت حاصل تھی۔ کچھ دن سے اس کی طبیعت خاصی ناساز تھی سرکاری اسپتال میں دھکے کھا کر آ تی رہی مگر وہاں ٹھیک سے چیک اپ تک نہ ہوا۔

بڑی امی نے اسے پیسے دے کر کسی اچھے ڈاکٹر سے چیک کروانے کے لیے کہا تھا۔ وہ بے چاری اگلے دن پریشان صورت لے کر شرمندہ شرمندہ سی بتانے لگی کہ ڈاکٹر نے تین ہزار فیس لینے کے باوجود نسخہ تک لکھ کر نہیں دیا الٹا لمبے چوڑے ٹیسٹ لکھ دیے ہیں۔ بڑی امی بھی یہ سن کر ایک لمحے کو چپ سی ہو گئی تھیں اس مہنگائی کے دور میں وہ بے چاری اس سے زیادہ مدد کر بھی کہاں سکتی تھیں پھر اجالا نے نسرین کو تسلی دلاسا دیا تھا۔

Scanned with CamScanner

"ڈاکٹر ٹیسٹ تو لکھتے ہی ہیں ظاہر ہے مرض کی جڑ پکڑے بغیر تشخیص کیسے ہوگی علاج کا مرحلہ تو پھر بعد میں آتا ہے لیکن تم فکر نہ کرو۔ میری ایک سہیلی کے ابو ایک اچھی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں میں بات کر کے دیکھتی ہوں اگر مستحق لوگوں کے لیے کوئی رعایتی پیکج ہوا تو تمہارے ٹیسٹ وہاں سے کروا لیتے ہیں۔" اس نے نسرین کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اجالا بی بی ڈاکٹر نے تو خاص تاکید کی تھی کہ جس لیبارٹری کا نام لکھ کر دے رہے ہیں ٹیسٹ وہیں سے کروانے ہیں۔" نسرین نے ڈاکٹر کی بات دوہرائی۔

"فکر نہ کرو میں جس لیبارٹری سے ٹیسٹ کروانے لگی ہوں اس کی ساکھ اور معیار ڈاکٹر کی لکھی لیبارٹری سے کہیں زیادہ ہے۔ شہر کی مشہور لیباریٹریوں میں سے ایک ہے۔ بہترین ٹیسٹ ہو جائیں گے تم فکر نہ کرو۔"

وہ نرمی سے بولی، نسرین جواب میں دعائیں دینے لگی تھی۔ اجالا نے شام کو ہی سین سے اس بارے میں معلومات چاہیں۔ اس کے ابو کی وجہ سے ایک حد تک رعایت مل گئی تھی اجالا نے اپنی طرف سے باقی پیسے سین کے ہاتھ اس کے ابو تک پہنچا دیے۔

"انکل سے کہنا آج شام کو نسرین بی بی زوجہ جبار علی آئے گی۔ اس کے ٹیسٹ کرلیں، پیسے میں نے تمہیں ایڈوانس میں دے ہی دیے ہیں وہ پوچھے بھی تو کہہ دیں ٹیسٹ فری میں ہوئے ہیں۔"

"بے وقوف ہو تم اجالا۔ آج اپنی ملازمہ کی مدد کر رہی ہو کل وہ فری لیب کی اتنی پبلسٹی کرے گی کہ ان کے رشتہ دار بھی وہاں پہنچے ہوئے ہوں گے کس کس کی مدد کرو گی۔" سین نے اسے خلوص بھرے انداز میں سمجھایا۔

"کاش اللہ مجھے اتنا دے کہ میں سب نادار اور مستحق لوگوں کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکوں۔ بہرحال نسرین کی ٹینشن مت لو۔ انہیں کہہ دوں گی کہ یہ رعایت انکل کی وجہ سے خاص ان کو ملی ہے اور ویسے وہ بہت شریف اور خود دار عورت ہے۔ کبھی بلا ضرورت کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتی لیکن اب اپنی بیماری سے بہت عاجز آئی ہوئی ہے۔"

اجالا نے سین کی تسلی کروائی تھی۔ سین سہیلی پر محبت بھری نگاہ ڈال کر مسکرادی۔ اجالا جیسا دل اس نے بہت کم لوگوں کے پاس دیکھا تھا۔ اسکول، کالج اور پھر یونیورسٹی لائف تک وہ اجالا کی چپ چاپ کی جانے والی نیکیوں کی خاموش گواہ تھی۔ خاموش اس لیے کہ اجالا اپنی کسی کے ساتھ کی جانے والی بھلائی کا تذکرہ نہ تو اپنی زبان پر لاتی تھی اور کسی دوسرے کو بتانے پر تو ٹھیک ٹھاک خفا ہو جاتی تھی اور اس کے ساتھ رہتے رہتے سین بھی اس کے مزاج کے سب رنگوں سے بخوبی واقف تھی۔

شومئی قسمت جس دن نسرین اپنے ٹیسٹ کی رپورٹ لے کر ڈاکٹر کے پاس گئی اسی دن اجالا بھی ایک کلاس فیلو کی عیادت کرنے ہاسپٹل گئی ہوئی تھی یہ ایک مشہور نجی ہسپتال تھا جہاں ہر شعبے کا بہترین اسپیشلسٹ موجود تھا۔

عارفہ کا چھوٹا موٹا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اجالا سین اور دوسری دو دوستوں کے ساتھ اس کی عیادت کرنے پہنچی تھی واپسی میں اسے ہسپتال کے کوریڈور میں پریشان حال نسرین ملی۔ اجالا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر چمک آئی تھی۔ وہ تیر کی سی تیزی سے اجالا کے پاس آئی۔

"کیا ہوا نسرین آج تو تم نے ڈاکٹر کو ٹیسٹ رپورٹ دکھانی تھی ڈاکٹر نہیں ملا کیا۔" اجالا نے پوچھا۔

"ڈاکٹر تو بیٹھا ہے جی میں نے سارے ٹیسٹ بھی دکھا دیے لیکن نسخہ اب بھی لکھ کر نہیں دے رہا۔" نسرین روہانسی ہوئی تھی۔

"کیوں اب کیا مسئلہ ہے۔" اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

"ڈاکٹر مجھ پر خوب بگڑا ہے کہہ رہا ہے جہاں

سے بولا تھا وہاں سے ٹیسٹ کیوں نہیں کروائے۔"
نسرین نے مسئلہ بتایا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔" اجالا نے سر ہلایا پھر دوستوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ "تم لوگ جاؤ یہ نسرین باجی ہمارے گھر کام کرتی ہیں میں نے ان کا چیک اپ کروانا ہے۔" سیمن وغیرہ سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئیں۔

"آؤ نسرین! دیکھ لیتے تمہارے ڈاکٹر صاحب کو بھی۔" اجالا اپنے طیش کو کنٹرول کرتی نسرین کی ہمراہی میں آگے بڑھ گئی۔

جس وقت وہ نسرین کے ساتھ ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہوئی تو ادھیڑ عمر ڈاکٹر ایک ینگ ڈاکٹر سے گفتگو میں مشغول تھا ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑی فائل پر نظر بھی ڈال رہا تھا۔ اجالا نے بلند آواز میں ڈاکٹر کو سلام کیا تھا۔

"میری تو آج کی کوئی اور اپائنٹمنٹ نہیں میں تو اب اٹھنے والا ہوں۔" اس نے سپاٹ سے انداز میں اجالا کو مخاطب کیا ساتھ ہی اپنے پی اے کی تلاش میں بھی نگاہ دوڑائی۔ بغیر اپائنٹمنٹ کے کوئی اس کے کمرے میں داخل کیسے ہوا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب یہ آپ کی پیشنٹ ہیں نسرین بی بی! یہ آج اپنی اپائنٹمنٹ کے مطابق ہی چیک اپ کروانے آئی تھیں۔"

اجالا نے ذرا سا سائیڈ پر ہو کر ڈاکٹر کو مخاطب کیا تاکہ وہ اس کے پیچھے کھڑی نسرین کو دیکھ لے، ڈاکٹر ذرا چونکا تھا۔ سرسری نگاہ نسرین پر ڈال کر سوالیہ نگاہوں سے اجالا کو تکا۔

"آپ نے انہیں کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیئے تھے لیکن آج جب نسرین بی بی نے آپ کو رپورٹس چیک کروانا چاہیں تو آپ نے انہیں ڈانٹ کر بھگا دیا۔ وجہ جان سکتی ہوں سر!" اس کے الفاظ بے حد مہذب لیکن لہجہ کاٹ دار تھا۔

"بی بی مجھے مستند رپورٹس چاہیے تھیں۔ یہ لوگ اپنی من مانی کرتے ہیں میں نے جس لیب سے ٹیسٹ کروانے کا کہا تھا یہ اس کے بجائے کسی تھرڈ کلاس لیب سے ٹیسٹ کروالائی ہیں جب مجھے ان رپورٹس پر اعتبار ہی نہیں تو میں انہیں دیکھ کر کیا کروں گا۔" ڈاکٹر نے درشت لہجے میں جواب دیا۔

"سوری ٹو سے سر! آپ نے جس لیب سے ٹیسٹ کروانے کا کہا تھا وہ بھی کوئی فرسٹ کلاس لیب نہیں ہاں البتہ اس لیب نے آپ کے ساتھ معاہدہ ضرور کیا ہوگا۔ میں نہیں جانتی کہ بندر بانٹ کی ریشو کیا ہوگی ففٹی ففٹی یا سکسٹی فورٹی، بہرحال آپ مریض دیکھتے ہوئے اس کی مالی حیثیت دیکھتے ہوئے تو کچھ رحم کھا لیا کریں۔ میں نہیں جانتی یہ ٹیسٹ کتنے ضروری تھے لیکن اس غریب عورت کے ایک اچھی لیب سے قدرے رعایتی قیمت پر یہ ٹیسٹ ہو گئے تو اس میں آپ کے غصہ کرنے کا کوئی جواز نہیں، آپ اپنے ویل آف پیشنٹس سے ضروری، غیر ضروری جتنے مرضی ٹیسٹ کروا لیا کریں۔ بھلے سے ڈینگی کے مریض کا ہیپاٹائٹس کا بھی ٹیسٹ کروالیں لیکن ان جیسوں پر تو یہ ستم نہ کریں۔" اجالا نسرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ ڈاکٹر کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"یہاں کوئی تماشا نہیں چلے گا۔ آپ دونوں یہاں سے جا سکتی ہیں۔" وہ انگلش میں غرایا تھا۔

"تماشا ہم نے نہیں آپ نے کیا تھا اور چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں۔ میں میڈیا پرسن ہوں اگر اپنے چینل پر آپ کے کلینک کی پانچ منٹ کی رپورٹ چلوا دوں تو جانتے ہیں کیا کچھ ہو سکتا ہے۔"

اجالا نے بھی اسے انگلش میں ہی دھمکایا تھا۔ ڈاکٹر چند لمحوں تک لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"آؤ بی بی دکھاؤ اپنی رپورٹس۔" اس نے جیسے بہت مجبوری کے عالم میں اپنے طیش پر قابو پا کر نسرین کو مخاطب کیا۔

"بہت مہربانی سر! لیکن اب آپ اپنا بھروسا کھو چکے ہیں اور جب مریض کو ڈاکٹر پر اعتماد ہی نہیں تو شفا خاک ملے گی۔ چلو نسرین شہر میں اچھے ڈاکٹروں کی کمی نہیں۔"

Scanned with CamScanner

digest library.com

وہ نسرین کا ہاتھ پکڑ کر اسی طمطراق سے باہر نکلی جس طرح اندر گئی تھی۔ نسرین بے چاری حیران پریشان اس کے پیچھے تھی۔

"اجالا بی بی آپ نے انگریزی میں اس سے کیا کہا تھا اس کا تو چہرہ ہی سفید پڑ گیا تھا۔" نسرین نے دل میں کلبلاتا سوال پوچھا۔ اجالا مسکرادی تھی۔

"چھوٹا سا جھوٹ بولا تھا نسرین جب اس نے ہمارا اتنا خون جلایا تھا تو کیا میں جواباً اس کا ذرا سا بھی خون خشک نہ کرتی۔ صحیح کہتے ہیں لوگ آج کل ڈاکٹر کے بھیس میں ڈاکو چھپے ہیں۔ بندہ اس مقدس پیشے کا ہی کچھ خیال کر لے مگر نہیں جی اس پیشے کو بھی صرف پیسہ کمانے کا دھندا بنا لیا ہے۔" وہ نسرین سے باتیں کرتی آگے بڑھتی گئی۔

"ایکسکیوزمی مس!" اتنے میں پیچھے سے کسی نے پکارا تھا۔

اجالا چونک کر پیچھے مڑی شاید یہ وہ ینگ ڈاکٹر تھا جو سینئر ڈاکٹر کے کمرے میں موجود تھا۔ اجالا کے چہرے پر دوبارہ خوانخواہ تاثرات نمودار ہو چکے تھے۔

"پلیز ریلیکس ہو جائیں۔ میرا ڈاکٹر جمیل سے کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے وہ محض میرے سینئر ہیں اور میں اپنے ایک پیشنٹ کی رپورٹ ڈسکس کرنے ان کے پاس بیٹھا تھا۔"

ڈاکٹر نے اس کے تیوروں سے گھبرا کر فوراً وضاحت دی۔ اجالا اب بھی سوالیہ نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔

"اچھے برے لوگ ہر پروفیشن میں ہوتے ہیں۔ آپ ڈاکٹر صاحب پر چڑھائی کرنے میں بالکل حق بجانب تھیں۔" اس نے بات مزید آگے بڑھائی۔ اجالا کے ماتھے کے بل قدرے کم ہوئے۔

"آپ مجھے پیشنٹ کی رپورٹس اور مسئلہ بتائیے میں فوری طور پر نسخہ تو لکھ کر دے دیتا ہوں لیکن اگر آپ نے کسی اچھے اسپیشلسٹ کو دکھانا ہو تو یہ لیجیے میرا کارڈ۔ میں ہفتے میں دو دن ایک ٹرسٹ کے زیر انتظام چلنے والے ہاسپٹل میں بھی پریکٹس کرتا ہوں وہاں ہر شعبے کے بہت اچھے اور قابل ڈاکٹر ہوتے ہیں، مستحق مریضوں کا فری چیک اپ ہوتا ہے اور جو مریض دوا تک خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کی بھی ہر ممکن مدد کی جاتی ہے۔" وہ بہت شستہ انداز میں مخاطب تھا۔ اجالا کی آنکھوں میں ستائش بھرے تاثرات ابھرے تھے۔

"نسرین ڈاکٹر صاحب کو رپورٹس دکھاؤ۔" اجالا نے نسرین کو مخاطب کیا۔

نسرین نے فوراً فائل ڈاکٹر کی طرف بڑھادی۔

وہ پاس پڑے بنچ پر بیٹھ کر رپورٹس دیکھنے لگا تھا۔ ساتھ ساتھ نسرین سے اس کے مرض کے متعلق سوال بھی کر رہا تھا پھر جیب سے قلم نکال کر ایک رپورٹ کے پیچھے ہی نسخہ لکھ دیا۔

"میں نے نسخہ تو لکھ دیا ہے لیکن ظاہر ہے میری اسپیشلائزیشن کا میدان کچھ اور ہے اگر افاقہ نہ ہو تو بدھ یا جمعرات کو دوسرے ہاسپٹل آ سکتی ہیں۔" اس نے نسخہ نسرین کو تھماتے ہوئے نرمی سے مخاطب کیا۔

"بہت شکریہ اللہ آپ کو اس کا اجر دے۔" اجالا ممنون ہوتی تھی ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا پھر واپس مڑ گیا تھا۔

"واقعی اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں اجالا بی بی!" نسرین نے کہا۔ اجالا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

☆☆☆

صفی ٹورنامنٹ جیت کر واپس آ گیا تھا وہ اپنی ٹیم کا کپتان تھا اس کی بہترین کارکردگی نے نہ صرف اس کی ٹیم کو کامیابی دلوائی تھی بلکہ پی ایس ایل کی ایک فرنچائز نے بھی اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹک رہے تھے یوں لگتا تھا کہ اس کی خوابوں کی تعبیر کا وقت آن پہنچا ہے لیکن گھر واپسی پر جو خبر اسے منتظر ملی اس نے جیت کی ساری خوشی کو کرکرا کر دیا۔

"میں اور اجالا...... اوگاڈ آپ لوگوں نے ایسا سوچا بھی کیسے میرے لیے وہ کٹ کھنی بلی ہی رہ گئی

ہے۔'' وہ ماں کے سامنے پھٹ پڑا۔

''بکواس نہ کرو صفی! اجالا میں کس چیز کی کمی ہے اور پھر تم دونوں میں اتنی اچھی دوستی ہے۔'' بڑی امی نے اسے گھورا۔

''میری سب سے زیادہ دوستی تو محب اللہ سے ہے تو کیا اس کے لیے بھی رشتہ بھجوادوں۔'' وہ جھنجھلایا۔

''اول فول مت بکو صفی!'' ماں نے اسے گھورا۔

''امی پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ابھی شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔ ابھی میں نے اپنی ساری توجہ اپنے کیریئر پر فوکس کرنی ہے اور پھر اجالا سے تو بالکل نہیں۔ امی آپ خود سوچیں ہم دونوں میں برائے نام ایج ڈیفرنس ہے۔ بیوی ایسی ہونی چاہیے جو شوہر کی عزت کرے۔ اس کی خدمت کرے۔ ذرا شرمانے، گھبرانے والی، مشرقی دوشیزہ ٹائپ کی۔ جہاں تک اجالا کا تعلق ہے میں اسے آنکھیں بھی دکھاؤں گا تو وہ آگے سے مجھے دھپ رسید کر دے گی۔ اجالا مجھے ایک کزن اور دوست کی حیثیت سے بہت عزیز ہے۔ لیکن میں تصور میں بھی اسے بیوی کے روپ میں دیکھوں تو مجھے جھرجھری سی آ جاتی ہے۔''

وہ ماں کے سامنے کھل کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کر رہا تھا دوسری طرف بعینہ یہ ہی باتیں اجالا سویرا سے کر رہی تھی۔ سویرا تین چار دن کے لیے میکے رہنے آئی تھی اور اسے ماں اور دادی کی طرف سے اجالا کو منانے کا ٹاسک ملا تھا وہ اجالا کو کیا مناتی اجالا ہی دلیل پہ دلیل دیے جا رہی تھی۔

''میں صفی کی ویسی عزت کبھی نہ کر پاؤں گی جیسے ایک بیوی شوہر کی کرتی ہے اور صالحہ بھابھی جیسی بہو بھگتنے کے بعد بڑی امی یہ ہرگز ڈیزرو نہیں کرتیں کہ انہیں ایک زبان دراز اور بدتمیز ٹائپ بہو ملے۔''

''خود کو صالحہ بھابھی سے مت ملاؤ اور تم نہ تو زبان دراز ہو نہ بدتمیز صفی کے ساتھ بے تکلفی بھرا رشتہ ہے ناں تو اچھی بات ہے میاں، بیوی میں دوستی اور بے تکلفی ہونی چاہیے۔'' سویرا نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

''دوستی اور بے تکلفی کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کے بیچ عزت اور محبت کے بارے میں کیا خیال ہے اب میں تمہیں سچ بتا رہی ہوں میں نہ تو صفی کی عزت کر سکتی ہوں نا ہی محبت آخر میرا موقف تم لوگوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا۔''

وہ جھنجھلائی تھی اور شام کو جب بڑی امی ہادی کو گود میں لیے کھچڑی کھلا رہی تھیں تب انہوں نے دکھے دل کے پھپھولے سویرا کے سامنے پھوڑے۔ وہ صفی کے انکار اور ہٹ دھرمی پر بہت نالاں تھیں۔

''کہتا ہے شوہر اور بیوی کی عمروں میں تھوڑا فرق ہونا چاہیے۔ لاکھ سمجھایا کہ شادی کے بعد عمروں کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نکاح کے دو بولوں کے ساتھ میاں، بیوی کے دل میں ایک دوسرے کے لیے خود بخود محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور محبت کرنے والے ایک دوسرے کی عزت بھی کرنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام بھی۔ آگے سے کہنے لگا پھر صالحہ بھابھی کے دل پر نکاح کے بولوں نے کوئی اثر کیوں نہ ڈالا۔ ہر بات میں صالحہ کو بیچ میں لے آتا ہے۔ میں نے تو صاف کہہ دیا انکار کی ہمت ہے تو اپنے بڑے ابا کے سامنے کرو۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتی۔''

''ٹھیک کہا آپ نے۔'' سویرا نے اس وقت تو ان کی باتوں سے اتفاق کر لیا مگر دل و دماغ میں ایک اچھوتا سا خیال پیدا ہوا تھا۔ پھر بھی اتمام حجت کے طور پر اس نے اجالا سے آخری بار بات کرنے کی ٹھانی۔

''سوچ لو اجالا! صفی کو ٹھکرا کر کہیں تم کفران نعمت کی مرتکب تو نہیں ہو رہیں۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے عفان مجھ سے لاکھ محبت کرتے ہیں لیکن ایک اوکھے (مشکل) سسرال میں سروائیو کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔ صفی سے شادی کی صورت میں تمہیں اس قسم کا کوئی مسئلہ فیس نہیں کرنا پڑے گا۔'' اجالا اس کی بات سن کر مسکرائی۔

"میری پیاری سویرا تم جانتی ہو ناں ہم تینوں بہنوں میں سب سے دبنگ اور مضبوط قوت ارادی کی مالک میں ہوں اور ضروری تو نہیں مجھے تمہارے جیسا سسرال ملے۔ خدانخواستہ مل بھی گیا تو میں انہیں سیدھا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ بس اللہ سے دعا ہے کہ ہماری روشنی کو کبھی کچھ ایسا برداشت نہ کرنا پڑے۔ چڑیا جتنا دل ہے اس کا وہ اپنی افسانوی دنیا میں مگن رہتی ہے اسے زندگی کے تلخ حقائق کا ہرگز اندازہ نہیں ہے۔"

اجالا کے لہجے میں بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی وہ اور سویرا اپنے دل کی ہر بات ایک دوسرے سے کرنے کی عادی تھیں۔ چھوٹی ہونے کی وجہ سے روشنی ان کی رازدار نہ تھی لیکن سب گھر والوں کی طرح روشنی ان کی بھی بے پناہ لاڈلی تھی۔ وہ دونوں ہی اکثر اس کے بارے میں متفکر رہتی تھیں۔

بڑی اماں کے ساتھ بیٹھ کر کسی ڈرامے کے ٹریجک سین پر سسکیاں بھر کر رونے والی روشنی آخر کب میچور اور مضبوط ہوگی یہ سوچ دونوں کو پریشان کیے رکھتی۔

"پتا ہے اجالا صفی کیا کہتا ہے۔" سویرا نے پرسوچ سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔ اجالا نے سوالیہ نگاہیں اس پر گاڑیں۔

"وہ کہتا ہے بیوی ذرا نرم و نازک اور شرمیلی سی ہو۔ میاں بیوی کے درمیان تھوڑا بہت ایج ڈیفرنس بھی ہونا ضروری ہے۔ محبت کے ساتھ ساتھ بیوی شوہر کی عزت بھی کرے اور بھی اسی نوعیت کی بہت سی باتیں بڑی امی نے مجھے بتائی ہیں۔ ان کی باتیں سنتے سنتے پتا ہے میرے ذہن کے پردے پر کس کی شبیہ نمودار ہوئی تھی۔" سویرا نے مسکرا کر پوچھا۔

ذہین فطین اجالا لمحے بھر میں بہن کے دل کی بات پا گئی۔ چند لمحوں کے لیے اس نے پرسوچ انداز اپنایا تھا پھر اس کا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا تھا۔

"اس سے اچھی کوئی اور بات ہو ہی نہیں سکتی۔ گریٹ آئیڈیا یار!" وہ پورے دل سے مسکرائی تھی۔

سویرا بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرادی تھی۔

☆☆☆

"یہ سویرا کہاں ہے نظر نہیں آرہی۔" بڑی اماں نے ان کے کمرے میں جھانکا تھا۔ "موبائل کے سگنلز نہیں آرہے تھے بڑی اماں چھت پر گئی ہے عفان بھائی کا فون سننے۔" اجالا نے بتایا۔

"اس ٹائم عفان کیوں فون کرنے لگا۔ یہ تو اس کے دفتری اوقات ہیں ناں۔ ضرور اس کی ماں نے کہا ہوگا کہ سویرا کو کہہ دو شام میں تیار ہو جائے اور دفتر سے واپسی پر اسے لیتے آنا۔" بڑی اماں نے افسردہ سے لہجے میں پیش گوئی کی۔

سویرا کا ٹریک ریکارڈ یہ ہی تھا وہ دو مہینوں بعد دو چار دن کے لیے میکے رہنے آتی اور دوسرے دن ہی کسی نہ کسی بہانے ساس اسے واپس بلوا بھیجتی سب گھر والے دل مسوس کر رہ جاتے۔

"ہادی کے ساتھ کھیل کر ہمارا جی بھی نہیں بھرتا اور وہ ظالم عورت ہماری بچی کو واپس بلوا لیتی ہے۔" انہوں نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے خود کلامی کی اتنے میں ہی سویرا بھی آگئی اس کے ہاتھ میں اس کا موبائل فون تھا۔

"ہاں کیا کہہ رہے تھے عفان میاں!" بڑی اماں نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

سویرا شرارت بھرے انداز میں مسکرائی تھی۔

"وہ ہی روٹین کی باتیں بڑی اماں لو یو، مس یو ٹائپ والی۔" اسے اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے لاپرواہ سے انداز میں بتایا۔ دادی کو چھیڑنے میں ان دونوں بہنوں کو مزہ ہی خوب آتا تھا۔

"لاحول ولاقوۃ یہ کوئی بتانے والی باتیں ہیں۔" حسب توقع ان کا چہرہ لال ہوگیا۔

"ویسے بڑی اماں! یہ کوئی پوچھنے والی باتیں بھی نہیں تھیں بھئی اس کے میاں کا فون تھا ایسی ہی باتیں کرے گا ناں۔" اجالا نے بھی گرہ لگائی۔

"دادی کے ساتھ یہ بے ہودہ باتیں کرتے شرم

digest.library.com

نہیں آتی۔" وہ خفا ہوئیں۔

"میاں بیوی کی محبت بھری باتوں میں بے ہودگی کہاں سے آ گئی۔ آپ سچ سچ بتائیں کبھی بڑے ابا نے آپ سے محبت بھری باتیں نہیں کیں۔ ہمارے سامنے تو ہمیشہ آپ کو نیک بخت کہہ کر پکارا۔ تنہائی میں کچھ تو کہتے ہوں گے ناں۔ مطلب جانِ تمنا جیسا کوئی لفظ۔ ویسے تو آپ کا نام ہی اتنا رومانٹک ہے دھیمے سے لہجے میں الفت جہاں بھی کہتے ہوں گے تو آپ شرما جاتی ہوں گی۔" سویرا نے پھر سے انہیں چھیڑا۔

"توبہ تمہاری ماں سے شکایت کرتی ہوں۔ بوڑھی دادی کا مذاق اڑاتے شرم نہیں آتی۔" بڑی اماں گھبرا کر وہاں سے اٹھ ہی گئیں ان نٹ کھٹ پوتیوں سے کیا بعید تھا باتوں باتوں میں کیا کچھ اگلوا لیں۔ ان کے جانے کے بعد سویرا اور اجالا کھلکھلا کر ہنس پڑی تھیں۔

"ہو گئی بڑی پھوپھو سے بات۔" اجالا نے بے تابی سے پوچھا۔

"ہاں ہو گئی۔" سویرا نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"خفا تو نہیں ہوئیں۔" اجالا نے پوچھا۔

"جب تمہارا اور صفی کا مشترکہ انکار پہنچایا تو خفا ہو کر بگڑنے کو ہوئی تھیں لیکن میں نے انہیں ناراض ہونے کی مہلت ہی نہیں دی اور تیسرا آپشن بتا ڈالا۔ ظاہر ہے اس کے بعد سوچ بچار میں پڑ گئیں۔"

"مجھے سو فی صد یقین ہے وہ یہ تجویز بخوشی مان لیں گی اور پھر جب وہ مان لیں گی تو بڑے ابا کو منانا ان کی ذمہ داری۔" اجالا مطمئن تھی۔

"کیا ہمیں ایک بار صفی اور روشنی کی رائے بھی نہیں لے لینی چاہیے تھی۔" سویرا نے دل میں کلبلاتی سوچ کا اظہار کر ڈالا۔

"پاگل ہوئی ہو جب تک بڑوں سے گرین سگنل نہیں ملتا ہم یہ نیا شوشہ چھوڑنے کی ہمت کیسے کر سکتے ہیں ہاں بڑے راضی ہو جائیں تو صفی اور روشنی کو منانا بھی ذرا بھی مشکل نہ ہوگا۔ صفی لاشعوری طور پر جیسی بیوی کا متمنی ہے روشنی اس خاکے پر سو فی صد نہ سہی اسی فی صد تو ضرور پورا اترتی ہے۔ رہی روشنی تو وہ جب مجھے منانے کے لیے صفی کے حق میں بولنا شروع کرتی تھی تو خاموش ہونے کا نام نہیں لیتی تھی کہتی ہے صفی بھائی اتنے ڈشنگ، ہینڈسم اسمارٹ، پولائٹ، لونگ اور کیئرنگ ہیں بالکل ہمارے رسالوں کے ہیرو جیسے ان کے ساتھ سسرال نام کا کوئی دم چھلا نہیں بھلے سے کرکٹر ہیں لیکن ان کے پاس ڈگری بھی ہے اور بالآخر انہوں نے بڑے ابا اور آفاق بھائی کے ساتھ خاندانی کاروبار ہی سنبھالنا ہے یعنی فنانشلی بھی اسٹرانگ اور آپ کو کیا چاہیے اجالا آپی۔"

اجالا ہنس ہنس کر روشنی کے فرمودات سنا رہی تھی۔ سویرا بھی ہنس پڑی تھی۔

☆☆☆

ناممکن نظر آتا کام ممکن ہو گیا تھا۔ بڑی پھوپھو نے بڑے ابا کو روشنی اور صفی کے لیے منا لیا تھا۔ بڑے ابا نے اجالا، صفی اور روشنی تینوں کو ہی اپنے پاس بلوا بھیجا۔

صفی نئے چھوڑے گئے شوشے سے انجان، بھولی بھالی روشنی سارے قصے سے ہی بے خبر فقط اجالا تھی جو دھڑکتے دل کے ساتھ ان کے حضور حاضر ہوئی تھی۔

"تو تم دونوں کو میرے فیصلے پر اعتراض تھا۔" انہوں نے کڑے تیوروں سے اجالا اور صفی کو دیکھا۔

اجالا نے تھوک نگلا۔ صفی نے پیشانی کا پسینہ پونچھا اور روشنی نے حیرت سے بڑے ابا کو دیکھا۔ اجالا اور صفی کے ڈانٹ ڈپٹ کے سیشن میں اس کی موجودگی کیوں ضروری سمجھی گئی۔

"تم دونوں کی نالائقی اور ہٹ دھرمی نے مجھے بہت مایوس کیا۔ ایک میری روشنی ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا قرار میری سب سے فرماں بردار پوتی۔ اس نے زندگی کے کسی موڑ، کسی مرحلے پر

Scanned with CamScanner

مجھے مایوس نہیں کیا اور مجھے اس کی فرماں برداری پر ہمیشہ ہی مجھے بہت ناز رہا ہے۔ میرا جی تو نہیں چاہتا کہ میں تم جیسے ناخلف پوتے کے ہاتھ میں اپنی لاڈلی زین پوتی کا ہاتھ تھماؤں لیکن صرف یہ سوچ کر کہ میری روشنی سدا میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔ میں یہ کڑوا گھونٹ بھرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ کیوں روشنی بیٹا! تمہیں میرا فیصلہ قبول ہے۔"

بڑے ابا کے لہجے میں صرف روشنی کو مخاطب کرتے ہوئے اتنا شہد ٹپکتا تھا اور اب بھی وہ بہت دلار بھرے انداز میں اس کی رضامندی چاہ رہے تھے بڑے ابا کی بات صفی کی سماعت پر کسی بم کی طرح گری تو روشنی کے لیے تو سیدھا سیدھا ایٹم بم ہی ثابت ہوئی تھی۔ اس نے حیران پریشان ہو کر پہلے اجالا، پھر صفی اور آخر میں بڑے ابا کو دیکھا۔

"کیوں بیٹا! کیا تمہیں بھی میرا فیصلہ منظور نہیں؟" ان کے لہجے کی مٹھاس میں تھوڑی کمی آئی تھی۔ روشنی نے بوکھلا کر پہلے نفی پھر اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

"یعنی روشنی کو آپ کا فیصلہ منظور ہے بڑے ابا!" اجالا نے چہکتی ہوئی آواز میں بڑے ابا کو بتایا تھا۔ روشنی نے ایک ناراض مگر خاموش نگاہ بہن پر ڈالی۔

"مجھے پتا تھا میری بیٹی میرا مان کبھی نہ توڑے گی۔" وہ روشنی پر محبت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرائے۔ روشنی اب بھی بنا ایک لفظ بولے گردن جھکا گئی تھی۔

"اور برخودار! اب تم بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر دو۔ دوسری بار نافرمانی کا ارادہ ہے یا خوش دلی سے میرا فیصلہ قبول ہے؟" روئے سخن صفی کی جانب موڑا گیا۔

"اب میں کیا کہوں۔" وہ منمنایا تھا۔

"تم اپنی ماں سے اور چچی سے جا کر کہو کہ آج میٹھے میں کھیر یا فیرنی بنائیں خوشی کا موقعہ ہے آج تو میں بھی تھوڑی بہت بدپرہیزی کر ہی لوں گا۔"

بڑے ابا نے اس کے "میں کیا کہوں" سے من پسند نتیجہ نکال کر بڑی خوشی کے عالم میں فرمان جاری کیا۔

"جی بہتر۔" وہ بے چارا اب بھی یہ کہہ پایا تھا اور جب وہ تینوں کمرے سے نکل گئے تو الفت جہاں اندر داخل ہوئیں۔

"کیا ہوا مان گئے بچے۔" انہوں نے بے تابی سے پوچھا۔

"جب بچوں کو سوچنے اور غور کرنے کی مہلت دی جاتی ہے الفت جہاں! تب ہی وہ بات ماننے میں حیل و حجت کرتے ہیں اور جو معاملہ سراسر ان کی بھلائی ہو تو پھر انہیں سوچنے کی مہلت دینا نری بے وقوفی ہے۔ پہلی بار یہ بے وقوفی ہم سے سرزد ہو گئی تھی لیکن اس بار ہم نے وہ حماقت نہیں دہرائی۔ انہیں سوچنے کی مہلت دیے بغیر ان کے منہ سے ہاں کہلوائی ہے۔ بس اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمارے سب بچوں کو سدا شاد آباد رکھے۔"

ان کے لہجے میں پوتوں، پوتیوں کے لیے محبت کا سمندر تھا۔ الفت جہاں نے مسکرا کر شوہر کو دیکھا۔ ایک ناممکن نظر آنے والا کام انہوں نے چٹکی بجاتے ہی انجام دے لیا تھا۔ ایسے ہی تو بچے انہیں ڈکٹیٹر نہیں کہتے تھے۔ وہ اپنے ڈکٹیٹر پر محبت پاش نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرا دی تھیں۔

☆☆☆

"تو یہ آئیڈیا تمہارا تھا؟" صفی اجالا سے مخاطب تھا اسے سن گن مل چکی تھی کہ سویرا اور اجالا نے مل کر یہ کھچڑی پکائی ہے وہ اسی لیے اس سے باز پرس کرنے آیا تھا۔

"پلیز صفی! خفا مت ہو۔ ٹھنڈے دل سے سوچو گے تو یہ آئیڈیا تمہارے بھی من کو بھا جائے گا۔" اجالا نے صلح جو انداز اختیار کیا۔

"یار روشنی بہت چھوٹی ہے مجھ سے، میں نے کبھی اس کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"ایک گھر میں رہنے والے کزنز کو وقت سے پہلے ایسی باتیں سوچنا زیب بھی نہیں دیتیں لیکن اب سوچو گے تو احساس ہوگا کہ روشنی تمہاری من پسند شریک حیات کے تصور پر بالکل پوری اترتی ہے، رہی بات تم دونوں کے ایج ڈیفرنس تو میں تم سے ڈیڑھ برس چھوٹی اور روشنی مجھ سے دو برس چھوٹی یعنی وہ تم سے صرف ساڑھے تین سال چھوٹی ہوئی، دراصل ہم لوگوں نے ہمیشہ اسے گھر میں سب سے چھوٹا سمجھ کر ٹریٹ کیا ہے اس لیے وہ ہمیں بہت چھوٹی لگتی ہے ورنہ وہ تم سے ہرگز بھی بہت زیادہ چھوٹی نہیں اور باقی دادے میاں بیوی میں تھوڑے سے ایج ڈیفرنس کی آپ کی اپنی خواہش تھی۔" اجالا نے دوستانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے اسے اس کی خواہش بھی یاد دلا دی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے پر کیا روشنی اس رشتے کو قبول کرلے گی۔" وہ پوچھتے ہوئے ذرا سا جھجکا تھا۔ اجالا مسکرائی۔

"تھوڑا ٹائم لگے گا لیکن کرلے گی۔ میرا یقین کرو۔" اس نے صفی کو اطمینان دلایا۔

"پتا نہیں یار جو ہو رہا ہے ٹھیک ہے یا غلط۔ میری تو عقل ماؤف ہو چکی ہے۔" وہ الجھے الجھے انداز میں کہتا چلا گیا تھا۔

صفی نے روشنی کے لیے فوری انکار نہیں کیا تھا یعنی اندر کہیں رضامندی موجود تھی۔ اجالا کو امید تھی کہ دونوں بہت جلد اس رشتے کو قبول کرلیں گے۔ اس نے دل ہی دل میں دونوں کے لیے دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

روشنی بہت دنوں سے صفی کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی اور آج بالآخر صفی نے اسے کچن میں جالیا۔

"کیا پکا رہی ہو۔" اس نے دوستانہ انداز میں اسے مخاطب کیا۔ وہ اپنے ہی دھیان میں گم تھی آواز پر چونکی اور پھر صفی کو دیکھ کر ٹھیک ٹھاک بوکھلا گئی تھی۔

"میں اتنے دن سے تم سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا اور تم میرے گھر میں آنے کے بعد جانے کس کونے کھدرے میں چھپ جاتی تھیں۔ آج اتنی مشکل سے نظر آئی ہو۔ اپنا قصور پوچھ سکتا ہوں۔ مجھے کیوں اوائیڈ کر رہی ہو۔" صفی نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"آپ کا کوئی قصور نہیں، نہ ہی میں آپ سے ناراض ہوں۔ غصہ مجھے اجالا آپی پر ہے کتنی چالاکی سے انہوں نے اپنی بلا میرے سر منڈھ دی۔" روشنی روہانسے انداز میں بولی تھی۔

"تم مجھے بلا کہہ رہی ہو؟" صفی نے صدمے بھری بے یقینی سے پوچھا۔ روشنی نے بوکھلا کر تیزی سے نفی میں گردن ہلائی۔

"میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے صفائی دی۔

"پھر اپنا مطلب سمجھاؤ ناں روشنی۔ تمہیں اندازہ نہیں کہ میں یہ سوچ کر کتنا پریشان ہوں کہ مجھے تمہارے سر پر زبردستی مسلط کیا گیا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ میں کس چیز کی کمی ہے جو آپ کو کسی پر زبردستی مسلط کیے جانے کا خدشہ ستا رہا ہے۔ اصل میں وہ میں ہوں جو آپ کے قابل نہیں اور آپ بڑے ابا کے ڈر سے زبردستی اس رشتے پر راضی ہوئے ہیں۔" روشنی کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہوئیں۔

"میں بڑے ابا کا اتنا مطیع وفرماں بردار ہوتا ناں تو اجالا کے لیے ہی ہاں کر دیتا۔ سو اس سوچ کو تو ذہن سے جھٹک دو کہ مجھ پر کوئی زبردستی ہوئی ہے۔" صفی نے نرم لہجے میں اسے یقین دلایا۔

"آپ نے اجالا آپی کے لیے کیوں انکار کیا تھا۔ اتنی اچھی تو ہیں وہ۔" روشنی نے دل میں کلبلاتا سوال پوچھا۔ وہ کھل کر مسکرایا۔

"تمہیں پتا ہے ابھی میں نے تم سے خفا ہو کر پوچھا کہ تم نے مجھے بلا کہا تو تم بوکھلا کر صفائی دینے لگ گئیں اور وہ تمہاری اجالا آپی اس سوال پر جو کفگیر بانڈی میں چلا رہی ہوتی، وہ ہی میرے شانے پر دے

digest library.com

کرامارتی اور کبھی ہاں کہا ہے کرلو جو کرنا ہے۔

صفی کے کہنے پر روشنی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی تھی اور صفی کو یہ مسکراہٹ بہت بھلی لگی تھی۔

''اجالا کے لیے کوئی بدگمانی دل میں مت لاؤ اس نے اپنے لیے اور ہم دونوں کے لیے اچھا ہی سوچا۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ رشتہ سو فی صد میری مرضی اور منشاء پر طے پایا ہے۔ یہ سب میرے لیے بھی بہت سرپرائزنگ تھا لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ میرا دل اس فیصلے پر مطمئن اور پرسکون ہوتا جارہا ہے اور آج کے بعد تو یہ سکون اور اطمینان مزید بڑھ گیا ہے کیونکہ مجھے احساس ہوگیا ہے کہ میری طرح تمہارے دل و دماغ بھی یہ نئی حقیقت قبول کرچکے ہیں۔'' صفی نے مسکرا کر کہا تو روشنی نے نگاہیں جھکالی تھیں۔

''ایویں تکا نہ ماریں۔'' اس نے صفی کو جھٹلانا چاہا۔

''تکا نہیں ہے روشنی! کیونکہ پہلے تم ہر فقرے میں کم از کم تین بار مجھے صفی بھائی کہہ کر پکارتی تھیں اور آج اتنی لمبی گفتگو میں تمہارے لبوں سے ایک بار بھی صفی بھائی سننے کو نہ ملا۔''

وہ اب اسے شرارتی انداز میں چھیڑ رہا تھا۔ روشنی بری طرح جھینپی تھی۔ اور اس کے چہرے پر بکھرے رنگ صفی کو مطمئن کرگئے تھے۔

☆☆☆

بڑی پھوپھو پاکستان آگئی تھیں۔ صفی نے انہیں پہلے ہی باور کروادیا تھا کہ ان کا یہ ٹرپ شادی کے بینڈ باجوں کے بغیر ہی گزرے گا۔ روشنی کی تعلیم مکمل ہونے تک دونوں کی شادی کا نام بھی نہیں لیا جائے گا۔ اس کی شرط اتفاق رائے سے منظور کرلی گئی تھی۔

بڑی پھوپھو کی ساری توجہ اجالا کا رشتہ طے کروانے پر مبذول تھی۔ شادی نہ سہی کم از کم دونوں بھتیجیوں کا رشتہ طے ہونے کے ہی اطمینان کے ساتھ وہ واپسی کا رختِ سفر باندھنا چاہتی تھیں۔

انہوں نے فوری طور پر اپنی بہت پرانی رشتہ طے کروانے والی بوا کی خدمات حاصل کرلی تھیں۔ ہر تیسرے دن اجالا کو دیکھنے لوگ آئے ہوتے اور اجالا کا حال آسمان سے گر کر کھجور میں اٹکنے والا تھا۔

اور پھر وہ ہوگیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ صالحہ بھابھی کے گھر والوں نے آفاق بھائی سے طلاق کا مطالبہ کردیا تھا۔

صالحہ بھابھی روٹین کے مطابق میکے ملنے گئیں تو پھر پلٹ کر واپس نہ آئیں ان کے ماں باپ بڑے ابا کے پاس طلاق کے مطالبے کے ساتھ آئے تھے۔

''سات برس ہوگئے ہیں صالحہ کی شادی کو اور اس کی گود ابھی تک سونی ہے۔ ہم یہ رشتہ مزید نہیں چلا سکتے۔'' انہوں نے لگی لپٹی رکھے بنا دوٹوک انداز میں طلاق کا مطالبہ کردیا تھا۔

''تو ہمارے آفاق میں کوئی کمی تھوڑی ہے۔ ڈاکٹروں نے جو، جو ٹیسٹ، رپورٹس مانگی تھیں کسی میں بھی آفاق کی کمی سامنے نہیں آئی ہے۔'' بڑی اماں تڑپ کر بولی تھیں۔

''تو ڈاکٹری رپورٹوں میں کمی صالحہ کے اندر بھی نہیں ہے۔'' صالحہ کی ماں چمک کر بولی تھیں۔

''تو پھر آپ لوگ اتنا انتہائی قدم اٹھانے کا کیوں سوچ رہے ہیں۔ اولاد ہونا، نہ ہونا تو مقدر کی بات ہے۔ ڈاکٹر ابھی تو یہی کہتے ہیں کہ جب اللہ کا حکم ہوگا تو اولاد ہوجائے گی۔'' بڑی اماں نے انہیں سمجھانا چاہا۔

''برا مت مانیے گا خالہ جی لیکن بڑے بوڑھے یہی کہتے ہیں کہ رزق عورت کے نصیب کا تو اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے۔ اگر آفاق میاں کے مقدر میں اولاد ہے ہی نہیں تو ہم بلاوجہ اپنی بچی کو اس بندھن میں کیوں بندھا رہنے دیں شرفاء کے دستور کے مطابق ہم بہت شرافت سے طلاق کا مطالبہ لے کر آپ کی دہلیز پر آئے ہیں۔ کورٹ، کچہری تک جانے میں آپ کی بھی رسوائی ہے اور ہماری بھی۔''

وہ لوگ بہت بے لچک اور بے مروت انداز

Scanned with CamScanner

میں مخاطب ہوئے تھے۔ الفت جہاں نے تڑپ کر کچھ کہنا چاہا مگر شوہر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا۔

"بہت بہتر بہت جلد آپ کو طلاق کا کاغذ بھجوا دیا جائے گا۔" انہوں نے سرد اور دوٹوک انداز میں جواب دیا تھا۔

جاتے جاتے صالحہ بھابھی کی والدہ نے بڑی اماں کو دوبارہ خصوصی تاکید کی تھی کہ یہ کام جتنا جلد ہو جائے مناسب ہوگا۔

"دراصل میرے بھانجے کی بیوی پچھلے مہینے ہی زچگی کے دوران اللہ کو پیاری ہوگئی ہے بلکہ ماں اور بچہ دونوں ہی جانبر نہیں ہو پائے، صالحہ کی عدت گزر جائے گی تو ہم اس کا نکاح ثانی کر دیں گے۔ ہمارا مذہب بھی تو یہ ہی حکم دیتا ہے ناں کہ مطلقہ اور بیواؤں کی جلد از جلد شادی کر دی جائے۔"

"ہمارا مذہب اس بات کی اجازت تو نہیں دیتا ناں کہ شوہر کی موجودگی میں ہی اس کی بیوی کا رشتہ کہیں اور طے کر دیا جائے۔" بڑی پھوپھو غصے پر قابو نہ رکھ پائی تھیں۔

"بھئی آپ تو برا ہی مان گئیں۔ ہم تو صاف دل کے لوگ ہیں آپ لوگوں کو اندھیرے میں نہیں رکھا جو سچ تھا کھول کر بیان کر دیا۔ ویسے بھی بانجھ پن آپ لوگوں کے خاندان میں پہلے سے ہی موجود ہے۔"

"آپ تو خود بے اولادی کا دکھ سمجھ سکتی ہیں پھر صالحہ کو یا ہمیں قصوروار مت گردانیں۔"

صالحہ کی والدہ نے ڈائریکٹ بڑی پھوپھو کی بے اولادی پر طنز کرتے ہوئے آفاق بھائی کو خاندانی بانجھ پن کا طعنہ دیا تھا۔

"آپ کو کہا ہے ناں آپ کو بہت جلد طلاق کا کاغذ بھجوا دیا جائے گا۔ اب آپ تشریف لے جا سکتی ہیں۔" بڑی اماں ضبط کی انتہاؤں پر تھیں اور پھر واقعی طلاق بھجوانے میں دیر نہ کی گئی تھی۔

ایک انتہائی ناپسندیدہ ہستی سے چھٹکارا ملنے کے باوجود گھر میں سب ہی رنجیدہ تھے۔ ان کی رنجیدگی اور پریشانی کا سبب آفاق بھائی تھے۔ ان کی عزت نفس اور مردانگی کی جس طرح توہین کی گئی تھی وہ اس کے بعد بالکل چپ ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ تو واپس گھر میں نہیں آنا چاہتے تھے۔

"اب اکیلے رہنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہیں رہنے دیں مجھے۔" انہوں نے گھر واپس آنے سے انکار کر دیا لیکن اس بارے میں کسی نے ان کی ایک نہ سنی۔

منی گھر کا سامان زبردستی اٹھا کر لے آیا تھا وہاں صالحہ کا پہلے ہی کچھ نہ تھا کہ شادی کے وقت آفاق بھائی نے جہیز لینے سے سختی سے منع کر دیا تھا پھر بھی انہوں نے صالحہ بھابھی کو ہر سہولت اور آسائش فراہم کی تھی۔ صالحہ بھابھی نے ان جیسے ہیرے کی قدر نہ کی۔ اجالا کو یقین تھا کہ وہ اپنی اس غلطی پر زندگی بھر پچھتائیں گی۔

☆☆☆

بڑی پھوپھو نے اب آفاق بھائی کے لیے رشتہ ڈھونڈنا شروع کر دیا تھا۔

"صالحہ کو تو عدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔ آفاق مرد ہے کل بھی دوسرا نکاح کر سکتا ہے اور میں صالحہ سے پہلے اس کی دوسری شادی کر کے دکھاؤں گی۔" وہ صبح شام اپنا عزم دوہراتیں اور جب آفاق بھائی کو ان کے ارادوں کی بھنک پڑی تو ان کی چپ ٹوٹ گئی وہ پھوپھو کے سامنے پھٹ ہی پڑے۔

"میں ابھی پرانی ذلت بھول نہیں پار ہا اور آپ مجھے دوبارہ اسی امتحان سے گزارنا چاہتی ہیں۔ خدا کے لیے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ میں شادی نام کا ورق زندگی سے پھاڑ چکا ہوں۔"

وہ چلائے تھے۔ بڑی پھوپھو نے انہیں دل کا غبار نکالنے دیا۔ یہ ہی تو وہ چاہتی تھیں کہ آفاق لبوں کا قفل توڑ کر دل کی بھڑاس نکالیں اور آفاق نے واقعی بول بال کر اپنے جی کا بوجھ ہلکا کیا تھا۔

"آئی ایم سوری پھوپھو! میں نے آپ کے

Scanned with CamScanner

سامنے بہت بدتمیزی کی۔"

وہ شرمسار ہوئے تھے بڑی پھوپھو نے ان پر محبت بھری نگاہ ڈالی۔

"شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ بندہ اپنوں کے سامنے ہی دل کا غبار نکالتا ہے میرے بچے۔" وہ نرمی سے بولیں۔

"صالحہ نے بہت برا کیا۔ وہ مجھ سے ایک بار کہہ کر تو دیکھتی۔ میں اس کی خواہش کا احترام کرتا اسے دوسری بار کہنے کی نوبت بھی نہ آتی اور میں اسے چھوڑ دیتا لیکن میرے اپنوں کے سامنے جس طرح مجھے ذلیل کیا گیا۔ میں وہ ذلت کیسے فراموش کروں؟" وہ بے بسی سے آنکھیں میچ کر بولے تھے۔

"صالحہ جیسی عورت کے ساتھ تم نے جس خندہ پیشانی، حوصلے اور برداشت سے زندگی گزاری ہے۔ اس سے بڑھ کر تمہاری مردانگی کا کیا ثبوت ہوگا۔ کوئی عام سا مرد ہوتا تو دوسرے دن ہی اسے چوٹی سے پکڑ کر نکال باہر کرتا۔ تم نے اپنی تربیت اور خاندانی وقار کی لاج رکھی اور ہم سب کو تم پر فخر ہے۔ اب تم ماضی کے اس باب کو بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ اور آگے کی زندگی کے بارے میں سوچو۔" انہوں نے نرمی سے بھتیجے کو مخاطب کیا۔

"ابھی نہیں پھوپھو ابھی مجھے خود کو سنبھالنے اور سمجھانے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔" وہ تھکے ہارے لہجے میں بولے تھے۔ بڑی پھوپھو نے رنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆☆☆

چھٹیاں گزار کر وہ بوجھل دل کے ساتھ رخصت ہوگئی تھیں۔ گھر کی فضا کا بوجھل پن ابھی تک رخصت نہ ہوا تھا۔ بظاہر سب کی روٹین وہ ہی تھی لیکن گھر کے در و دیوار سے لپٹی اداسی چھٹنے کا نام نہ لے رہی تھی۔

بڑی اماں کی طبیعت خاصی ناساز رہنے لگی تھی اور سب اپنی پریشانی بھول کر ان کی فکر میں مبتلا تھے۔

"کیا ہوگیا ہے الفت جہاں۔ آپ نے آفاق کا غم اپنے جی کو ہی لگا لیا اللہ نے چاہا تو ہمارے بچے کو اس کے مقدر کی خوشیاں ضرور ملیں گے۔"

بڑے ابا رفیق حیات کو تسلی دینے لگے۔ بڑی اماں بدقت مسکرائیں۔

"آپ کو یاد ہے ناں رحمت، جب میری آپ سے شادی ہوئی تو میں کتنی کم عمر تھی اور آپ کون سا عمر میں مجھ سے بہت بڑے تھے یہ ہی کوئی پانچ چھ برس لیکن آپ میری کم عمری پر مجھے چھیڑتے تھے کہتے تھے تم اتنی چھوٹی سی عمر میں ماں بن گئی ہو دیکھ لینا اپنے بچوں کے بعد ان کے بچوں کو بھی اپنے ہاتھوں سے بیاہوں ہوگی۔ سب کی خوشیاں دیکھوگی۔

آپ کی آدھی پیشین گوئی تو پوری ہوئی لیکن خوشیوں کے مقابلے میں غم زیادہ سہنے پڑے۔ ابھی کل کی بات لگتی ہے ہم نے سلیم کے سر پر سہرا سجایا تھا پھر اس کا کفن میں لپٹا منہ بھی دیکھنا پڑا۔

نوشابہ بیاہ کر پردیس کی ہوگئی۔ اللہ نے اسے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا۔ سویرا کو سسرال میں دو گھڑی کا چین نہیں۔ میرے شہزادوں جیسے آفاق کو ازدواجی زندگی کی کوئی خوشی نہ ہو سکی بس صفی اور رونی کے بارے میں دل کو قرار ہے۔ اجالا کے نصیب میں کیا لکھا ہے کیا خبر۔ زندگی بڑی بے اعتباری لگنے لگی ہے۔ جی کو ایک پل کا قرار نہیں ملتا۔"

وہ تھکن زدہ انداز میں شوہر سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"زندگی کا ہر پل صبر شکر سے بسر کر کے آپ آخری مرحلے پر کیوں شیطان کے حربے کا شکار ہو رہی ہیں۔ الحمدللہ رب نے ہمیں جھولی بھر کر نوازا ہے، نیک فرمانبردار اور سعادت مند اولاد کسی نعمت سے کم ہے کیا۔ سلیم اللہ، اللہ کی امانت تھا۔ امانت ہم نے لوٹا دی لیکن اس کی تین نشانیاں تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہیں ناں۔

نوشابہ بے اولاد ہے پردیس میں ہے لیکن ہمیں رب نے ہیرے جیسا داماد دیا۔ نوشابہ کے بارے میں ہمارے دل کو ایک لمحے کو بھی کوئی دھڑکا نہیں رہتا۔

سویرا کو بھی مثالی جیون ساتھی ملا ہے۔ روشنی سدا ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گی اور ان شاء اللہ آفاق کو بھی اس کے حصے کی خوشیاں ضرور ملیں گی۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے پوری امید ہے۔" وہ شریک حیات کو دلاسا دیتے ہوئے سمجھا رہے تھے۔ انہوں نے سر ہلایا۔

"اللہ مجھے معاف کرے، انسان ہوں ناں۔ خالق نے خود جس کو بے صبرا اور ناشکرا قرار دیا ہے۔ اس کی نعمتوں اور عنایتوں کا واقعی کوئی شمار نہیں۔"

وہ لمحے بھر میں ہی اپنے کہے پر نادم ہو کر دل میں توبہ استغفار کرنے لگی تھیں۔

☆☆☆

صفی اپنی ہی دھن میں لاؤنج میں داخل ہوا پھر کونے میں جائے نماز بچھائے بیٹھی روشنی پر نگاہ پڑی۔ وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے آنسو بہانے میں مشغول تھی۔

"کیا ہوا ہے روشنی؟" وہ پریشان ہو کر اس کے قریب آیا۔

روشنی نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا پھر دھیرے سے نفی میں گردن ہلاتی ہوئی اٹھی اور جائے نماز تہہ کرنے لگی مگر اس کی متورم آنکھیں بتاتی تھیں کہ وہ بہت دیر تک روتی رہی ہے۔

"جب تک نہیں بتاؤ گی کیوں رو رہی تھیں۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔"

"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ بندہ اپنے رب کے سامنے ہی جی کا بوجھ ہلکا کرتا ہے ناں۔" وہ نگاہیں جھکا کر دھیرے سے بولی۔

"رب نے اپنے کسی بندے کے سامنے بھی جی کا بوجھ ہلکا کرنے سے منع تو نہیں کیا ناں وہ بندہ بھی وہ جو عنقریب آپ کا سب سے زیادہ اپنا ہونے والا ہے۔"

صفی نے مسکرا کر مخاطب کیا۔

روشنی کچھ دیر لب کچلتی رہی تھی پھر اس کی آنکھیں دوبارہ بھر آئیں۔

"مجھے اپنوں کو کھونے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ بڑی اماں، بڑے ابا کتنے بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں۔ مجھے کوئی انہونی ڈراتی ہے۔ میں ہر وقت اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ بڑی اماں، بڑے ابا، بڑی امی، بڑے ابو امی، سب سلامت رہیں سب کا سایہ سدا ہمارے سروں پر رہے۔" اس نے آخر بتا ہی دیا۔

صفی نے لمبی سانس اندر کھینچی۔ روشنی ہمیشہ سے ہی بہت حساس تھی اور اجالا کا کہنا تھا کہ وہ تو اس گھر کے ستونوں اور پیڑ پودوں سے بھی محبت کرتی ہے یہ معاملہ تو اس کے پیاروں کا تھا۔ صفی کی سمجھ میں نہ آیا وہ اسے کیسے سمجھائے۔ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے بالآخر لوٹ کر تو جانا ہے۔ عمر خضر کون لکھوا لایا ہے۔ وہ بھی سب کی تندرستی اور صحت سلامتی کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتا تھا لیکن اس کامنی سی لڑکی کو جب کوئی تلخ حقیقت سہنی پڑے گی تو جانے کیسے برداشت کر پائے گی۔

وہ بری طرح پریشان ہوا۔

"اللہ سے ہمیشہ خیر مانگو لیکن کسی بھی خدشے اور واہمے میں مبتلا ہو کر وقت سے پہلے خود کو ہلکان مت کرو۔ یہ سوچ کر خود کو تسلی دو کہ تم اپنوں کے بیچ ہو اور تم نے سدا ہمارے سروں پر ہی سوار رہنا ہے۔"

بات کے اختتام پر وہ ذرا شریر ہوا تھا۔ روشنی نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ان سب میں، میں نے خود کو شامل نہیں کیا ناں۔ میرے سر پر نہیں بلکہ میرے دل میں رہو گی تم۔" جھٹ اپنے فقرے کی مزید تشریح بھی کر دی تھی۔ روشنی نے محجوب ہو کر نگاہیں جھکا لیں۔

☆☆☆

روشنی کے خدشات بے بنیاد نہیں تھے۔ ایک رات خاموشی سے بڑی اماں نے آنکھیں موند لیں۔ کاشانہ رحمت اور الفت جہاں کے رخصت ہونے کے بعد یہاں کے در و دیوار نے بھی اداسی کی چادر اوڑھ لی۔

بڑی پھوپھو کا دوبارہ اتنی جلد آنا ممکن نہ تھا۔ یہ ایک پردیسی بیٹی کا المیہ تھا لیکن سب کو اس غم نے مزید

جوڑ دیا تھا وہ سب ایک دوسرے کی ڈھارس کا سامان تھے۔ صفی کے لیے بھی یہ غم بہت بڑا لیکن وہ روشنی کے بارے میں بھی بہت فکر مند تھا۔ کہیں غم کی شدت سے اس کے حواس ہی جواب نہ دے جائیں۔

وہ اپنی ساری مصروفیات ترک کر کے زیادہ وقت گھر پر گزارتا اور روشنی کو اپنی نگاہوں کے حصار میں رکھتا لیکن انسان کا قیاس اور وہم وگمان محدود ہوتا ہے۔

روشنی نے تو دادی کی جدائی کو بڑی ہمت اور حوصلے سے برداشت کیا تھا۔ یہ اجالا تھی جو اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھی تھی۔ متواتر کئی دنوں تک اسے سکون آور ادویات دینی پڑی تھیں۔ وہ سہیلیوں جیسی دادی کو یاد کر کے بلکنا شروع ہوتی تو اسے چپ کروانا محال ہو جاتا۔

"یہ صرف تمہارا غم نہیں ہے خود غرض نہ بنو اور باقی سب کے بارے میں سوچو اور نہیں تو بڑے ابا کی پریشانی کا ہی خیال کرو۔ ان کا صدمہ بہت بڑا ہے پھر بھی وہ ہر وقت تمہاری فکر میں ہی ہلکان رہتے ہیں۔"

سویرا نے اس کے رونے پر تسلی دینے کے بجائے ڈانٹنا مناسب سمجھا تھا۔ حربہ کامیاب رہا۔ اجالا نے خود کو سنبھالنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔

ڈگری ملنے کے بعد اس نے کئی جگہوں پر نوکری کے لیے اپلائی کر رکھا تھا پھر ایک اچھی ساکھ کی فرم سے اسے کال آ گئی۔

عام حالات میں نوکری کی اجازت ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا لیکن اب گھر کے بڑوں نے خوش دلی سے اسے نوکری کی اجازت دے دی۔

صالحہ کی عدت ختم ہوتے ہی شادی کر دی گئی تھی پھر ایک دن کسی شناسا کی زبانی خبر ملی کہ صالحہ امید سے ہے۔ اس دن اجالا کو رب سے بہت شکوہ محسوس ہوا۔ وہ لاشعوری طور پر منتظر رہتی تھی کہ صالحہ کی طرف سے کوئی ایسی خبر سننے کو ملے گی جس سے پتا چلے گا کہ وہ مکافات عمل کا شکار ہو گئی ہے لیکن یہاں معاملہ الٹ ہو گیا۔

اجالا کو خدشہ تھا کہ آفاق بھائی بھی یہ خبر سن کر ڈسٹرب ہو جائیں گے لیکن انہوں نے کوئی ردعمل نہ دیا۔ وہ بہت حد تک نارمل ہو گئے تھے پھر بھی ان کے مزاج میں پہلے والی شگفتگی مفقود تھی۔

پھر آفس میں اجالا کو اس کی سینئر کولیگ عائشہ نصر ملی۔ پہلے پہل عائشہ کو دیکھ کر اجالا کو لگا کہ وہ دوسری صالحہ کو دیکھ رہی ہے، انتہائی اچھی پوسٹ پر ہونے کے باوجود وہ سر سے پاؤں تک باپردہ تھی۔

کئی دن تک اجالا اس سے کتراتی رہی پھر آہستہ آہستہ اسے اندازہ ہونے لگا کہ وہ عائشہ کے بارے میں بالکل غلط گمان کیے ہوئے ہے۔ وہ بہت ملنسار، بامروت اور پرخلوص لڑکی تھی۔

اس نے اجالا کی بہت بار بغیر کہے کسی نہ کسی معاملے میں مدد اور رہنمائی کی۔ آفس میں سارا میل اسٹاف تھا صرف وہ دونوں صنف نازک سے تعلق رکھتی تھیں۔

کچھ ہی عرصے میں وہ اور عائشہ ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئی تھیں پہلے پہل وہ عائشہ کو غیر شادی شدہ سمجھتی تھی پھر عائشہ نے ہی اس غلط فہمی کا خاتمہ کیا۔

"میری شادی دو برس چلی اور پھر محض دو برسوں میں ہی مجھے میرے سسرال والوں کی طرف سے بانجھ پن کا سرٹیفکیٹ عنایت کر دیا گیا حالانکہ میڈیکل پوائنٹ آف ویو سے میں بالکل نارمل تھی لیکن ان لوگوں کو اولاد کی جلدی تھی اور میں انہیں کوئی خوش خبری سنانے سے قاصر تھی سو انہوں نے مجھ سے پیچھا چھڑانا ہی مناسب جانا۔" وہ بہت پرسکون انداز میں اپنی بپتا سنا رہی تھی۔ اجالا حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کی شخصیت اتنی پرسکون اور متوازن ہے۔ میں نے اتنا ٹھہراؤ بہت کم لوگوں میں دیکھا ہے۔ لوگ تو قسمت کا شکوہ کرتے ہی نہیں تھکتے۔ آپ بہت مختلف ہیں۔" اجالا کہے بغیر نہ رہ پائی۔ "پہلے میں بھی ایسی ہی تھی یہ ٹھہراؤ جو تم مجھ میں

دیکھ رہی ہو میرا دین سے ناتا جڑنے کے بعد مجھ میں در آیا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"سوری میں ایک عرصے تک آپ کو غلط سمجھتی رہی دراصل ہم نے بہت عرصہ ایسی ہستی کو بھگتا ہے جو خود کو بہت دین دار اور نیکوکار سمجھتی تھیں اور ہمیں بہت حقیر......"

"اور تم نے دین پر عمل کرنے والے سب لوگوں کو ایسا ہی سمجھ لیا۔" عائشہ نے اس کا فقرہ مکمل کیا۔ اجالا شرمندگی سے سر جھکا کر رہ گئی۔

"دین ہمیں اخلاق سکھاتا ہے اور زعم تقویٰ تو تکبر کے زمرے میں آتا ہے۔ جن لوگوں میں اخلاق اور انکساری نہیں اور پھر وہ خود کو دین دار ڈیکلیئر کرتے ہیں تو انہوں نے محض دین کا لبادہ اوڑھ رکھا ہوتا ہے پھر بھی ہمیں کسی کو کریکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ اور اس کے بندوں کا معاملہ ہے۔ ہماری فہم اور سوچ محدود بھی ہوسکتی ہے۔" عائشہ متانت بھرے لہجے میں بولی۔

"آپ کے ساتھ جو ہوا آپ قسمت سے کبھی شاکی نہ ہوئیں۔" اجالا نے اگلا سوال داغا۔

"رب سے شکوہ کرنے کی ہماری مجال ہی کہاں اجالا۔ اللہ کی ایک صفت اس کی بے نیازی ہے اور جب ہم اللہ کو اس کی صفات سمیت تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم کوئی شکوہ یا اعتراض کرنے کا اختیار کھو دیتے ہیں لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم رب کو پکارنا یا اس سے مانگنا چھوڑ دیں۔ ہم نے اسی کے آگے دامن پھیلانا ہے اور یہ بھی تو حقیقت ہے ناں کہ اللہ اپنے بندے کو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے تو جو کچھ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں ہماری عقل و فہم سے ماورا کوئی بھلائی ضرور چھپی ہوگی۔

وہ اگر ہمیں ہماری منہ مانگی مراد نہیں دے رہا تو ہوسکتا ہے بدلے میں ہمیں اپنے قرب سے نواز رہا ہو۔ ہم اس خواہش میں مبتلا رہیں کہ ہمارے ساتھ برا کرنے والوں کو ڈراموں اور کہانیوں کی طرح نوری مکافاتِ عمل کا شکار ہونا پڑے مگر ہوسکتا ہے ان کی رسی دراز کر رہا ہو اور آخر وہ بھی تو رب کے ہی بندے ہیں ناں یہ بھی ہوسکتا ہے اللہ کو ان کا کوئی عمل اتنا پسند آگیا ہو کہ وہ انہیں نواز رہا ہو۔ بہرحال ہمیں ہر صورت راضی برضا رہنا ہے ورنہ ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اللہ کے کسی کام پر نو کوئسچن نو آبجیکشن۔"

وہ نرمی سے مسکرا کر بولی۔ اجالا نے دل ہی دل میں توبہ استغفار کی۔ کچھ عرصے سے وہ بھی رب سے کتنی شاکی رہتی تھی اور پھر اسی لمحے ایک خیال ذہن میں آیا۔

اس کی آنکھوں میں بہت عرصے بعد مخصوص چمک پیدا ہوئی کچھ کرنے اور ٹھان لینے کا عزم وہ مسکراتے لبوں کے ساتھ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کا طریقہ سوچنے لگی۔

☆☆☆

عائشہ اور آفاق بھائی۔ کیا پرفیکٹ کپل تھا۔ امی اور بڑی امی کے سامنے یہ تجویز رکھی تو وہ دونوں فوراً ہی عائشہ سے ملنے کو بے تاب ہوئیں اس نے خاکہ ہی ایسا کھینچا تھا لیکن اصل مرحلہ آفاق بھائی کو منانا تھا۔ حسب توقع انہوں نے سنتے ہی انکار کردیا۔

اجالا انہیں منانے پر وقت ضائع کرنے کے بجائے سیدھی بڑے ابا کے پاس پہنچی۔ اس نے عائشہ کے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا کر اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔

"آپ بڑی اماں کے جانے کے بعد ایک دم ڈل ہوگئے ہیں بڑے ابا! بہت دنوں سے آپ کی آواز میں کوئی گھن گرج نہیں سنی۔ بس آخری بار ایک ڈکٹیٹر کے روپ میں واپس آئیں۔ آپ نے اس رشتے پر آفاق بھائی کو ہر صورت راضی کرنا ہے۔ بھلے سے رعب و دبدبہ آزمائیں یا ایموشنل بلیک میلنگ سے کام لیں لیکن یہ کام جلد از جلد انجام دیں۔ اب بڑی پھوپھو آرہی ہیں ناں تو وہ صرف صفی اور روشنی کی شادی کے چھوہارے نہیں کھائیں گی وہ آفاق بھائی کا ولیمہ بھی اٹینڈ کریں گی۔"

[watermark: ...s.com]

Scanned with CamScanner

وہ بہت دھونس بھرے انداز میں دادا سے مخاطب ہوئی۔ بڑے ابا نے پوتی کو گھورا۔

''تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کم از کم یہ فکر نہیں رہے گی کہ میرے بعد اس گھر میں ڈکٹیٹر کی کرسی کون سنبھالے گا۔'' بات کے اختتام پر ان کی آنکھوں میں محبت بھری چمک ابھری تھی۔

''اللہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سدا سلامت رکھے، بڑے ابا۔'' وہ جذباتی ہو کر ان سے لپٹ گئی۔ بڑے ابا اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے مسکرا دیے۔

☆☆☆

اور آخر بڑے ابا نے لاڈلے پوتے کو منا ہی لیا تھا۔ آفاق بھائی کو اس بار بھی دادا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا لیکن ان کی خفگی کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ اجالا مطمئن تھی جانتی تھی یہ خفگی عارضی ہے، گھر کے بڑے عائشہ کے ہاں رشتہ لے کر پہنچے۔

عائشہ اور اس کی فیملی نے سب کو ہی بہت متاثر کیا۔ پڑھے لکھے انتہا درجے کے سلجھے ہوئے لوگ جو دین کی صحیح فہم بھی رکھتے تھے۔ شائستگی سے سوچنے کی مہلت مانگ کر انہوں نے کچھ دنوں میں ہی باضابطہ طور پر ہاں کر دی۔ اجالا کو صفی نے پرفیکٹ میچ میکر کا خطاب دے دیا تھا۔

ولیمے کی دلہن روشنی پر محبت پاش نگاہ ڈالتے ہوئے وہ تہہ دل سے اجالا کا مشکور تھا۔ اجالا کو زیادہ خوشی آفاق کو دیکھ کر ہو رہی تھی نرم سی مسکراہٹ ان کے چہرے پر کتنی بھلی لگ رہی تھی۔ عائشہ کے چہرے پر بھی حیا آلود مسکان پھیلی تھی۔

اجالا جانتی تھی کہ رب نے ان کا ملاپ اسی طور پر لکھا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے تھے۔ اگر درمیان میں صالحہ اور نجیب (عائشہ کا سابق شوہر) نہ ہوتے تو ان دونوں کا ملن کیسے ممکن ہوتا۔

اسے آج بخوبی سمجھ آ گیا تھا کہ راضی برضا ہونا کسے کہتے ہیں۔ بہت عرصے بعد بچی خوشی سے سب کے چہرے دمک رہے تھے۔

☆☆☆

دو شادیاں بھگتا کر ابھی تھکن ٹھیک سے اتری بھی نہیں تھی کہ ایک اور غیر متوقع بات ہو گئی۔ عائشہ بھابھی کے گھر والوں نے اپنے بیٹے کے لیے اجالا کا رشتہ مانگا تھا۔

ان کا چھوٹا بیٹا ڈاکٹر تھا۔ اجالا کا جب بھی اس سے آمنا سامنا ہوا موصوف اسے دیکھتے پائے گئے۔ اسے حیرت ہوتی تھی کہ اتنی سلجھی ہوئی فیملی میں یہ نظر باز کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اسے اس کی شکل بھی کچھ دیکھی بھالی سے لگی تھی مگر ذہن پر زور ڈالنے کے باوجود کچھ یاد نہ آ سکا۔

بڑے ابا کو رشتہ نہایت معقول لگا تھا۔ بڑی پھوپھو نے بھی جلدی مچا دی تھی ان کی خواہش تھی کہ اگر قسمت موقعہ فراہم کر ہی رہی ہے تو وہ اسی چکر میں اجالا کی بھی خوشی دیکھتی جائیں۔

اجالا ہکا بکا ساری پیش رفت دیکھ رہی تھی۔ بڑے ابا نے بھی ڈکٹیٹر بننے کا آخری موقعہ مس نہ کیا اور اجالا سے پوچھنے کی زحمت کیے بنا ڈاکٹر حمزہ کے پرپوزل پر ہاں کر دی گھر میں سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔

''آفاق بھائی میں نے صرف آپ کی وجہ سے ہاں کی ہے۔ آپ کی نئی نئی شادی ہوئی ہے میرے انکار پر آپ کی بیگم آپ سے خفا ہو سکتی تھیں۔'' اس نے آفاق بھائی کو باور کروایا۔

''میری بیگم کی خفگی کی پروا مت کرو گڑیا۔ ہم اپنی بیگم کو منانے کا ہنر جانتے ہیں لیکن حمزہ واقعی بہت اچھا ہے۔ دل و دماغ سے ہر خدشہ جھٹک دو۔'' انہوں نے پیار سے اس کا سر تھپکا۔

''اور اگر پھر بھی کوئی خدشہ ہے تو ڈونٹ وری۔ آفاق بھائی ہوں گے۔ ناں تمہارے نندوئی۔ تمہیں سسرال میں کوئی ٹینشن نہیں ہو گی۔''

صفی نے بھی اپنے انداز میں اسے دلاسا دیا۔ وہ صفی کو گھور کر رہ گئی۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

ایک خواب کی طرح سب مرحلے طے پا گئے اور آج وہ حجلہ عروسی میں ڈاکٹر حمزہ کے نام کی مہندی لگائے بیٹھی تھی۔

''مجھے پہلی نگاہ میں آپ اچھی لگی تھیں بلکہ شاید آپ کے خیالات نے متاثر کیا تھا۔ دوسری نگاہ میں مزید اچھی لگیں تب آپ کے انداز نے اپنا اسیر کر لیا اور آج تیسری نگاہ میں تو آپ نے مجھے مبہوت ہی کر دیا ہے۔ میں آج لو ایٹ تھرڈ سائٹ کا قائل ہو گیا ہوں۔''

وہ اس کا حنائی ہاتھ تھامتے ہوئے محبت بھرے مخمور لہجے میں مخاطب تھا بلکہ سادہ الفاظ میں اپنی نظر بازیوں کا اظہار کر رہا تھا۔

''آفاق بھائی کی شادی میں آپ ہمیشہ مجھے تاڑتے پائے گئے تھے لیکن یہ میرے خیالات کہاں سے بیچ میں آ گئے میں نے تو آپ کو کبھی مخاطب تک نہ کیا تھا بلکہ ہماری کسی موضوع پر کوئی گفتگو تک نہیں ہوئی۔''

وہ اپنی شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پوچھ بیٹھی تھی۔ حمزہ اس بات پر کھل کر ہنسا تھا۔ اور یوں ہنستے ہوئے کتنا وجیہہ لگ رہا تھا۔ اجالا نے سٹپٹا کر نگاہ جھکائی۔

''تو آپ سمجھ رہی ہیں میں نے پہلی بار آپ کو عائشہ آپی کی شادی پر دیکھا ہے۔'' وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھنے لگا۔ اجالا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''ساڑھے تین سال پہلے 8 فروری کی ایک شام میں اپنے کولیگ کے بھائی کی بارات میں گیا تھا۔ ایک ضروری فون سننے میں ایک سائیڈ پر گیا تو آپ اپنی بہن سے محو گفتگو تھیں۔

شادی پر نمود و نمائش اور اسراف پر سخت برہم اور اپنی بہن کو باور کروا رہی تھیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے پر سسرالی رنگ نہیں چڑھنے دینا اس کی مثالی تربیت کرنی ہے اور تو اور آپ اس ڈیڑھ برس کے بچے کی پروقار انداز میں شادی کی منصوبہ بندی بھی کر رہی تھیں۔

''آپ کی بہن نے آپ کو تیتو میر اور حاجی شریعت اللہ کہہ کر چھیڑا تھا۔''

حمزہ مسکراتے ہوئے اسے اپنی پہلی نگاہ کی تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔ اجالا کو یاد آ گیا۔

وہ سویرا کے چچا سسر کی بیٹی کی شادی تھی جہاں تک اس کے خیالات کا تعلق تھا تو سویرا سے کی جانے والی گفتگو اسے بالکل یاد نہ تھی لیکن ظاہر ہے جب حمزہ کہہ رہا تھا تو اس نے اس قسم کی ہی باتیں کی ہوں گی۔ وہ تو وقت، بے وقت اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہی رہتی تھی۔

وہ حمزہ سے یہ نہ پوچھ سکی کہ وہ ایک سائیڈ پر جا کر فون کال سننے گیا تھا یا ان کی باتیں۔

حمزہ اب دوسری نگاہ کی تفصیل بتا رہا تھا بہت غیض و غضب میں آپ ڈاکٹر خلیل پر چڑھائی کر رہی تھیں۔ پھر انہیں دھمکا کر کمرے سے نکلیں تو میں بھی آپ کے پیچھے لپکا تھا مگر آپ کی کوئی غریب سا یا ملازمہ تھی۔

میں نے انہیں اپنے ہسپتال کا کارڈ بھی دیا اور پھر کتنے عرصے ان کی آمد کا منتظر رہا کہ اگر وہ آتی ہیں تو میں کم از کم آپ کا ایڈریس ہی لے لوں لیکن پھر مایوس ہو کر میں نے اپنی ہر امید توڑ دی۔

عائشہ آپی کے کرائسس کے دوران تو سچی بات ہے کسی اور طرف دھیان بھی نہیں گیا لیکن میں نے جب جب بھی اپنی ممکنہ شریک حیات کے بارے میں سوچا تجسم سے آپ کا سراپا میرے ذہن کے پردے پر لہرایا میں اللہ سے یہی دعا کرتا تھا کہ اگر وہ نہ سہی اس جیسی ہی کوئی اور دے دے کیا خبر تھی میرا رب میرے من کی مرادیں پوری کرے گا۔''

وہ اس کی کلائی میں کنگن پہناتے ہوئے بولا۔ اجالا کو سب یاد آ گیا تھا۔

''وہ نسرین تھی ہماری ملازمہ آپ نے نسخہ ہی اتنا بہترین لکھ کر دیا تھا کہ اسے شفا مل گئی اسی لیے اس نے ہسپتال کا چکر نہیں لگایا ویسے وہ ان دنوں اٹھتے

urdunovels.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

بیٹھتے آپ کو دعائیں ضرور دیتی تھی۔" اجالا نے مجوب انداز میں مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

"ہاں یاد آیا اس روز آپ نے اپنے میڈیا پرسن ہونے کا بھی ذکر کیا یعنی آپ میڈیا سے بھی وابستہ رہ چکی ہیں۔"

وہ شرارتی انداز میں پوچھ رہا تھا حالانکہ عائشہ کی زبانی جان گیا تھا کہ وہ عائشہ کے ساتھ پہلی بار کسی جگہ ملازمت کر رہی تھی۔ اجالا اس سوال پر ڈھیروں ڈھیر شرمندہ ہوئی تھی۔

"میں نے جھوٹ بولا تھا دراصل مجھے ان ڈاکٹر صاحب پر غصہ ہی اتنا آ رہا تھا۔" وہ دھیرے سے بولی تھی لیکن اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے مزید وضاحت دینے لگی۔

"ویسے تو انسان جس بھی شعبے یا پیشے سے منسلک ہو اسے احترام آدمیت، انسانیت اور اخلاقی اقدار کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے لیکن طب اور تدریس خاص طور پر دو ایسے شعبے ہیں جن سے وابستہ افراد میں ہم اخلاقی گراوٹ کی توقع بھی نہیں کر سکتے لیکن ہمارے ملک میں یہ دو شعبے بھی محض پیسہ کمانے کا دھندا بن چکے ہیں خاص طور پر ڈاکٹرز کو لوگ ڈاکو کہنے لگے ہیں۔" بولتے ہی احساس ہوا کہ سامنے بھی ایک ڈاکٹر ہی بیٹھا ہے۔

"میں نے آپ کو اس روز بھی کہا تھا کہ اچھے برے لوگ ہر شعبے میں ہوتے ہیں۔" وہ نرمی سے بولا۔

اجالا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس سے بہتر کون جانتا تھا کہ ایک قبیل کے کسی فرد کو دیکھ کر ہم سب کے بارے میں عمومی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے۔ صالحہ اور عائشہ کی مثال اس کے سامنے تھی۔

"اور میرے بارے میں تو آپ مکمل تسلی رکھیے۔ میرے لیے میرا پیشہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔"

حمزہ نے اسے اس بار سنجیدگی سے باور کروایا۔

"مجھے یقین ہے عائشہ بھابھی کا بھائی بھی اپنے ذاتی فائدے کے لیے کسی کا نقصان نہیں ہونے دے گا۔" اجالا دھیرے سے بولی تھی۔

"اوہ تو گویا مجھ پر اعتبار کرنے کی واحد وجہ یہ ہے کہ میں عائشہ آپی کا بھائی ہوں۔" حمزہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

اجالا بھی مسکرائی تھی پھر شرم و جھجک پر قابو پا کر نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"صرف عائشہ آپی کے بھائی نہیں بلکہ اب آپ میرے شوہر بھی ہیں اور میرے ہوتے ہوئے آپ کسی غریب کا استحصال کر بھی نہیں سکتے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"بے فکر رہیں۔ میں ڈاکٹر تجمل کا حشر بھولا نہیں ہوں۔" وہ محظوظ ہوتے ہوئے بولا تھا۔ اجالا مسکرا کر گردن جھکا گئی تھی۔

"ویسے آج میں نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے پریشان ہوگیا تھا میری شادی تو اجالا سے ہونے لگی تھی تو یہ عطرت سلیم کہاں سے آ گئی۔" حمزہ کو اچانک یاد آیا تھا۔

"میرا اصل نام عطرت ہی ہے اور یہ نام میرے بڑے ابا نے رکھا تھا لیکن گھر میں سب مجھے پیار سے اجالا کہتے ہیں۔" اس نے وضاحت کی۔

"لیکن میں تو پیار سے کچھ اور کہنا چاہوں گا۔" وہ شوخ ہوا۔ اجالا کو اس پل بڑی اماں شدت سے یاد آئیں۔ اس کی اور سویرا کی چھیڑ چھاڑ کے جواب میں بڑھاپے میں بھی شرما جاتی تھیں اور آج احساس ہوا کہ وہ خود لاکھ پر اعتماد اور منہ پھٹ سہی مگر بڑی اماں کی ہی پوتی ہے۔

حمزہ کی بات کے جواب میں اس کے گال پل بھر میں دہک اٹھے تھے اور وہ بے ساختہ نگاہیں جھکا گئی تھی۔ حمزہ اس پر محبت پاش نگاہ ڈالتے ہوئے مزید حکایت دل سنانے لگا تھا۔

☆☆

Scanned with CamScanner